تصنیفِ لطیف

سلطان العارفین

حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمۃ اللہ علیہ

کشف الاسرار

(اُردو ترجمہ مع فارسی متن)

بحکم و اجازت

خادم سلطان الفقر حضرت سخی

سلطان محمد نجیب الرحمٰن

سروری قادری مدظلہ الاقدس

مترجم

حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری

ایم ایس سی (باٹنی)

تصنیفِ لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کشف الاسرار (اردو ترجمہ مع فارسی متن) مترجم: حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری ایم ایس سی (باٹنی)

نام کتاب کشف الاسرار (اُردو ترجمہ مع فارسی متن)

تصنیفِ لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ

مترجم حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری ایم ایس سی (باٹنی)

پرنٹر اے۔ ایم پرنٹرز لاہور

بارِاوّل نومبر 2014ء

تعداد 1000

ISBN: 978-969-9795-22-0

سُلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

≡ سُلطان الفقر ہاؤس ≡

4-5/A ۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790
Ph: +92-42-35436600 Cell: +92 322 4722766

ISBN:978-969-9795-22-0
9 789699 795220

Rs: 150

www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com
/SultanBahoo.SultanulFaqr
/+Sultanbahoo-Sultan-ul-Arifeen

انتساب
اپنے مرشد پاک
خادم سلطان الفقر
حضرت سخی
سلطان محمد نجیب الرحمٰن
سروری قادری مدظلہ الاقدس
کے نام
آپ نگاہِ کامل سے زنگ آلودہ قلوب کو
نورِ ایمان سے منور فرما رہے ہیں
www.sultan-ul-faqr-publications.com

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ جس نے اپنی پہچان و معرفت کے لیے انسانوں کو تخلیق فرمایا۔ جس کی شان لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ہے۔ جس کا عرش مومنین کا قلب ہے۔ لامحدود درود وسلام ہوں رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، مراد المشتاقین، صاحبِ قابَ قوسین، وَالضُّحٰی کے چہرے اور وَالَّیْل کی زلفوں والے، صاحبِ مقامِ محمود، وجۂ تخلیقِ کائنات، وجۂ وجودِ کائنات، روحِ کائنات، اللہ کے مظہرِ اُتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر کہ جن کے وجودِ اطہر کی بدولت اُمتِ محمدیہ کے لیے لقائے الٰہی کے دروازے کھول دیے گئے۔ لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آلِ اطہارؓ پر جو سفینۂ نوح کی مانند ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحابؓ پر جو راہِ فقر کے لیے ستاروں کی مانند ہدایت کے چراغ ہیں۔

ایم۔ایس۔سی (باٹنی) کرنے کے بعد میرے دل میں فارسی سیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے گورنمنٹ کالج میں فارسی کے استاد ڈاکٹر محمد اقبال ثاقب صاحب سے بنیادی فارسی سیکھی اور اس کے بعد فارسی زبان کے کورس بھی کیے۔ اللہ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ فارسی کی اس تعلیم کی بدولت ایک دن اللہ تعالیٰ مجھ ناچیز کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی کتب کا اُردو ترجمہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائے گا۔

''کشف الاسرار'' سلطان العارفین، برہان الواصلین، فنا فی ھُو حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفِ لطیف ہے۔ مجھے اس تصنیفِ لطیف کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور ترجمہ کے دوران میں نے فارسی متن کی روح کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ترجمہ کرنے کے لیے جس قلمی نسخہ کو بنیاد بنایا گیا ہے وہ کاتب محمد شہباز کا ہے جسے 1341ھ (1923ء) میں لکھا گیا تھا۔ قرنِ حاضر تک یہی ایک نسخہ دستیاب ہے جسے تمام مترجمین اور متن نگاروں نے بنیاد بنایا

ہے۔اس نسخہ کے علاوہ کشف الاسرار کے جن مطبوعہ اُردو تراجم اور فارسی متن مع اُردو ترجمہ سے استفادہ کیا گیا، درج ذیل ہیں:

کشف الاسرار کے مطبوعہ اُردو تراجم مع فارسی متن:

1۔کشف الاسرار از کے۔بی نسیم بارِاوّل 1995ء

2۔کشف الاسرار از فقیر الطاف حسین شاہدروی 1400ھ (1980ء)

کشف الاسرار کے مطبوعہ اردو تراجم (فارسی متن کے بغیر)

1۔اللہ والے کی قومی دکان، ملک فضل دین، چنن دین ککے زئی تاجران کتب قومی نے کشمیر بازار لاہور سے طبع کروایا۔

2۔حافظ محمد رمضان خطیب دربار حضرت سخی سلطان باھُوؒ نے طبع کروایا۔

یہ عاجز اپنے مرشد پاک خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کا انتہائی مشکور ہے جنہوں نے اس خاکسار کو اس قابل بنایا کہ عارفین کے سلطان کی کتاب ''کشف الاسرار'' کا ترجمہ متن کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے کر سکے۔سلطان العارفین کی دیگر تصانیف کی طرح ''کشف الاسرار'' کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی میرے آقا خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے دقیق نکات اور سلطان العارفینؒ کی اصطلاحاتِ فقر کو تلقین اور اپنی نظرِ کرم سے سہل فرمایا۔ترجمہ کرتے ہوئے مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آئی میں خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا جس کی بدولت میری ظاہری و باطنی رہنمائی ہوئی اور ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ ترجمہ کرتے ہوئے ان تمام دقیق نکات اور اصطلاحاتِ فقر کو حواشی میں درج کر دیا گیا ہے۔

میں شکر گزار ہوں جناب ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب کا جنہوں نے مصروفیت میں سے وقت نکال کر ترجمہ اور فارسی متن کی اصلاح اور نظرِ ثانی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ ڈاکٹر صاحب کی راہنمائی ہمیشہ اس عاجز کے ساتھ رہی ہے۔خانوادہ سلطان باھُوؒ کے فرزند کی

حیثیت سے اُن کی راہنمائی میرے لیے تقویت کا باعث ہے۔

میں مشکور ہوں پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال شاہد صدر شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کا جنہوں نے اپنے قیمتی وقت اور مشوروں سے مجھے نوازا اور میری رہنمائی فرمائی۔

میں احسان مند ہوں محترمہ عنبرین مغیث سروری قادری صاحبہ کا جو اُردو، انگلش، عربی اور فارسی پر یکساں دسترس رکھتی ہیں۔ انہوں نے فارسی متن اور ترجمہ کی اصلاح اور نظر ثانی فرمائی اور ہمیشہ کی طرح مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ (آمین)

دنیا میں تراجم کے تین طریقہ کار اختیار کیے جاتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اصل متن کے بغیر ترجمہ شائع کر دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک فائدہ یہ ہے کہ ضخامت کم ہونے سے کتاب کی قیمت کم رہتی ہے اور نقصان یہ کہ اصل متن کی غیر موجودگی میں قاری کے ذہن میں یہ خدشہ موجود رہتا ہے کہ ترجمہ اصل متن کے مطابق ہے یا نہیں اور مترجم نے اپنی طرف سے کچھ ردّو بدل تو نہیں کی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک صفحہ پر اصل متن اور اس کے مقابل صفحہ پر ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ قاری کو مطالعہ کی روانی میں دقت پیش آتی ہے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ مکمل ترجمہ شائع کرنے کے بعد تصدیق و موازنہ کے لیے آخر میں اصل متن شائع کر دیا جاتا ہے۔ میں نے تیسرے طریقے کو بہتر سمجھا ہے۔

فارسی چونکہ ہمارے ہاں اجنبی ہو چکی ہے اور انگلش ذریعہ تعلیم کی وجہ سے اب اُردو بھی غیر مانوس ہوتی جا رہی ہے، اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے بندۂ عاجز نے کوشش کی ہے کہ اُردو ترجمہ آسان اور عام فہم ہو تاکہ نوجوان نسل کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرمائے اور لوگوں کے لیے اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

خاکسار

حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری

ایم۔ایس۔سی (باٹنی)

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

19۔اگست 2014ء

تقریظ

حضرت سلطان العارفین باھو قدس سرّہٗ العزیز پر باقاعدہ ترجمہ اور تحقیق کا کام 1960ء سے شروع ہوا جو اب تک باقاعدہ جاری ہے۔ البتہ یہ کارِخیر انفرادی سطح پر ہوتا چلا آیا ہے کسی یونیورسٹی یا باقاعدہ علمی ادارہ سے نہیں۔ اس دور کے سکالرز اور درویش جو اس خدمت میں آتے رہے ہیں ان سے میری یہی گزارش ہے کہ وہ اصل متن کو بھی ایک صفحہ پر ساتھ رکھیں اور اس کے بالمقابل اُردو ترجمہ ہوا کرے۔ اس پر اب تک عمل ہوتا رہا ہے۔ اس طریق کار سے خوانندگان و محققین کو مطالعہ میں آسانی ہوتی ہے اور جہاں کہیں کوئی غلطی کا شبہ ہوتا ہے نوٹ کر لیا جاتا ہے۔

پروفیسر سیّد احمد سعید ہمدانی، ڈاکٹر کے۔ بی نسیم، فقیر الطاف حسین شاہدروی، فقیر میر محمد، سید امیر خان نیازی اور راقم الحروف اس میدان میں اسی اصول کے مطابق کام کرتے رہے۔ یہ بندہ اور ہمدانی صاحب اب تک محوِ کار ہیں اور باقی دوست اللہ کو پیارے ہو گئے۔ البتہ یہ قابلِ ذکر ہے کہ انیسویں صدی کے اوائل میں فقیر نظام الدین ملتانی، فقیر محمد دین گجراتی، حسنین الدین لاہوری اور فقیر نور محمد کلاچوی نے بھی قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔

زیرِ نظر رسالہ ''کشف الاسرار'' تصنیفِ لطیف حضرت قدس سرّہٗ العزیز پر اس سے پہلے ڈاکٹر کے۔ بی نسیم نے ایڈٹ کر کے اردو میں ترجمہ مع متن شائع کیا تھا اور اب حافظ حماد الرحمٰن نے رسالہ کا ایک فارسی متن سامنے رکھ کر ترجمہ کیا ہے۔ اس سے پہلے میں نے حافظ صاحب کے تراجم دیکھے جو انہوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے سرانجام دیئے۔ یہ ترجمہ کافی سلیس اور قابلِ فہم انداز کے ترجمہ سے مکمل ہوا ہے جو پسندیدہ ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے اس رسالہ میں روحانی ترقی کے لیے تین اسماء کے تصور کرنے کی تلقین فرمائی ہے جو اسمِ اَللّٰہُ، اسمِ محمدؐ اور اسمِ فقر ہیں۔ وہ طالبِ حق کے لیے مرشد کامل کی رفاقت اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور مرشد کامل وہ ہے جو طالب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری تک لے جائے اور پھر وحدانیت سے آشنا کردے۔

مجھے امید ہے کہ حافظ حماد الرحمٰن صاحب پورے خلوص، عشق اور تحقیق کو اپنے ان علمی کاموں میں شامل رکھ کر مزید کام کرتے رہیں گے۔

18 ستمبر 2014ء

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

(حال۔ایڈن ولاز II۔لاہور)

حرزِ جان

حال کے احوال صاحبانِ حال ہی جانتے ہیں ان کا محسوس کرنا تو شاید ممکن ہو، ان کا ادراک ایک مشکل امر ہے اور بیان تو بالکل ہی ناممکن، کیونکہ حال طاری ہو جانے والا عمل ہے۔ کہنے، سننے اور سمجھنے سمجھانے والی قال نہیں۔ صاحبِ حال جس مقام سے بات کرتا ہے اس پر سوائے تحیّر کے عوام بلکہ اکثر خواص کی رسائی بھی ممکن نہیں۔ جب یہ تحیّر، تحریر یا تقریر میں آتا ہے تو اس کی تفہیم کی توفیقات بھی مختلف اور محدود ہوتی ہیں اور بخشندہ کی بخشش کی متقاضی۔

دانش و بینش کی بات الگ اور عارف کے عرفان وارشاد کا مرتبہ جدا! آنکھ دیکھ نہیں سکتی اور خرد اس کا احاطہ نہیں کر سکتی، اسے تو دل ہی محسوس کر سکتا اور وجدان یا عشق ہی دیکھ سکتا ہے۔

حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ، سلطان العارفین ہیں۔ سلطان جس مقام سے دیکھ سکتا ہے وہ بخشش اور عطا کا مقامِ علوی ہے۔ سلطان کی بات اور عرفان کا بیان بھی سلطان کی طرح بزرگ اور سترگ وجاہ و جلال کا متقاضی ہے اور اس کی تفہیم کے لیے مقامات و درجات کی تمکین بھی ضروری! کیونکہ سنا ہوا دیکھے ہوئے کے برابر نہیں ہو سکتا، دیکھنے کی ہر گھڑی اور ہر آن اپنی شان ہوتی ہے۔ مولانا جلال الدین رومیؒ پکار اٹھتے ہیں:

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیان
چون بہ عشق آیم خجل باشم ازان

حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف ان کے اپنے روحانی مشاہدات اور تجربات ہیں۔ صاحبِ حال پر الفاظ نہیں، واردات اترتی ہیں، جن کی اپنی کیفیات ہوتی ہیں۔

سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا یہ کمال ہے کہ یہ کیفیات اور تجلیات انسانوں کے درجات کی بلندی کے لیے تلقین فرماتی ہیں۔ اس ضمن میں ان کا اپنا مخصوص انداز، سبک سلیقہ اور منفرد اصطلاحات ہیں جو تصوف و عرفان پر دیگر تصانیف سے قدرے مختلف ہیں۔

''کشف الاسرار'' بھی حضرتؒ کے فارسی آثار میں سے اہم اثر ہے جو جویانِ راہِ حق کے لیے بنیادی کلید بلکہ حرزِ جان کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے مختلف تراجم ہو چکے ہیں۔ زیرِ نظر ترجمہ جناب حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری نے کیا ہے۔ حماد الرحمٰن آستانِ حضرت سلطان باھُو کے خوشہ چین، باسواد، بامروت اور صاحبانِ حال کے حلقہ نشین ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ ترجمہ شعبہ فارسی جی سی یونیورسٹی کے استادِ گرامی جناب ڈاکٹر محمد اقبال ثاقب کا نظر ثانی شدہ ہے اور واصلانِ حق کے لیے وصل کی دلیل ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال شاہد

صدر شعبۂ فارسی

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

17۔اکتوبر 2014ء

سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اعوانوں کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد وادی سون سکیسر (تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب) کے گاؤں انگہ میں رہائش پذیر رہے۔ انگہ کے قبرستان میں سلطان العارفینؒ کے دادا حضرت سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ اسی انگہ گاؤں میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی دادی اور نانی کی مبارک قبریں بھی موجود ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ محترم کا اسمِ گرامی حضرت سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ پیشہ ور سپاہی اور شاہجہان کے لشکر میں ایک ممتاز عہدے پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام جوانی جہاد کی نذر کر رکھی تھی۔ جب آپ کی عمر ڈھل چکی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے علاقے میں واپس آگئے اور اپنی ایک رشتہ دار ہم کفو خاتون حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت بی بی مائی راستی رحمۃ اللہ علیہا ایک عارفہ کاملہ تھیں اور فنا فی ھُو کے مرتبہ پر فائز تھیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں اپنی والدہ محترمہ سے اپنی عقیدت و محبت کا بارہا اظہار فرماتے ہیں:

''مائی راستی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی روح پر اللہ تعالیٰ کی صد بار رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام باھُو

(رحمۃ اللہ علیہ) رکھا ہے"۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ایک بیت میں فرماتے ہیں:

راستیؒ از راستی آراستی

رحمت و غفران بود بر راستیؒ

ترجمہ: راستی رحمۃ اللہ علیہا راستی (حق) سے آراستہ ہیں۔ اللہ کی رحمت و مغفرت ہو راستی رحمۃ اللہ علیہا پر۔

آپؒ کے والدین کے مزارات شورکوٹ شہر میں مرجع خلائق ہیں اور مائی باپ حضرت سخی سلطان باھوؒ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ یکم جمادی الثانی 1039ھ (17 جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقتِ فجر شاہجہان کے عہدِ حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ نے آپؒ کا نام حکمِ خداوندی سے باھُو رکھا۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے قبل تاریخ میں کسی کا نام باھُو نہیں ہے۔ سلطان العارفین اسمِ ھُو کے عین مظہر ہیں اسی لیے آپؒ کا اسم بھی باھُو ہے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی کامل تھے اسی لیے آپؒ کی آنکھوں میں ازلی نور چمکتا تھا اور آپؒ کی پیشانی نورِ حق سے منور تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زمانہ شیر خواری میں حضور غوث الاعظم حضرت سیّدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرح ماہِ رمضان کے ایام میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ بچپن میں ہی آپؒ میں نورِ حق اس قدر جلوہ افروز تھا کہ آپؒ جس پر بھی نظر ڈالتے اسے واصل باللہ کر دیتے۔ اگر کسی کافر پر نظر ڈالتے تو وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ اسی خوف سے کفار اور ہندو آپؒ کے سامنے نہیں آتے تھے۔ آپؒ کی یہ کرامت آخری عمر تک جاری رہی۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے برہمن طبیب سے علاج کے لیے رابطہ کیا گیا۔ برہمن طبیب نے جواب دیا "میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی نگاہ کے سامنے گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان کا کرتہ یہاں بھیج دو"۔ جب آپ

رحمتہ اللہ علیہ کا کرتہ طبیب کے پاس پہنچا تو وہ اسے دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔

سلطان العارفینؒ نے کسی قسم کا کتابی اور ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''عین الفقر'' میں فرماتے ہیں:

''مجھے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ظاہری علم حاصل نہیں لیکن وارداتِ غیبی کے سبب علمِ باطن کی فتوحات اس قدر ہیں کہ ان کے بیان کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس (30) سال تک مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہا لیکن مجھے اپنے پائے کا مرشد نہیں مل سکا۔ ایک دن دیدارِ الٰہی میں مستغرق آپ رحمتہ اللہ علیہ شورکوٹ کے نواح میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا جس نے اپنائیت سے پکڑ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کو قریب کیا اور بڑے دلنشین انداز میں فرمایا کہ میں علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کم عمر تھے، کم علم نہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ خود کو آپ رضی اللہ عنہ پر نثار کر دیتے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ پر توجہ مرکوز کی اور فرمایا ''فرزند آج تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں طلب کیے گئے ہو''۔

پھر جیسے وقت تھم گیا ہر شے ساکت ہو گئی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک لمحے میں خود کو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پایا۔ اس وقت اس بارگاہِ عالیہ میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمام اہلِ بیت رضی اللہ عنہم حاضر تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی پہلے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مجلس سے اٹھ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی توجہ فرمانے کے بعد مجلس سے رخصت ہو گئے تو مجلس میں صرف اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی رہ گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا ''میرے ہاتھ پکڑو'' اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مجھے تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اول و آخر یکساں ہو گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا "تو میرا فرزند ہے"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدم چومے اور اپنے گلے میں ان کی غلامی کا حلقہ پہنا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "مخلوقِ خدا کو خالقِ کائنات کی جانب بلاؤ اور انہیں تلقین و ہدایت کرو۔ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہو گا اور ابدالاباد تک ایسا ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حکمِ سروری و سرمدی ہے"۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غوث الاعظم، محبوبِ سبحانی پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ حضرت دستگیر رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی فیض سے مالا مال کرنے کے بعد خلقت کو تلقین و ارشاد کا حکم دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جب فقر کے شاہسوار نے مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالی تو ازل سے ابد تک کا تمام راستہ میں نے طے کر لیا"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اس ظاہری بدن کے ساتھ دیکھا اور مشرف ہوا"

رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰؐ خواندہ است فرزند مارا مجتبیٰؐ

شد اجازت باھُوؒ را از مصطفیٰؐ خلق را تلقین بکن بہر از خدا

ترجمہ: مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دستِ بیعت فرمایا اور انہوں نے مجھے اپنا نوری حضوری فرزند قرار دیا۔ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی کہ میں خلقِ خدا کو اللہ کی راہ کی تلقین کروں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرزندِ خود خوانده است مارا فاطمہؓ　　معرفتِ فقر است برمن خاتمہ

ترجمہ: حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے مجھے اپنا فرزند فرمایا ہے اس لیے معرفتِ فقر کی مجھ پر انتہا ہوگئی۔

سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ سے باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد آپؒ نے سید عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی اور خلق کو تلقین اور رشد و ہدایت کا آغاز فرمایا۔ اس مقصد کے لیے آپؒ نے بہت سے سفر کیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر سفر وادی سون سکیسر، ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، سندھ اور بلوچستان کی طرف کیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی شہر شہر، قریہ قریہ گھوم پھر کر طالبانِ مولیٰ کی تلاش کرنے اور انہیں واصل باللہ کرنے میں گزری کیونکہ خلقِ خدا کو تلقین کرنے کی یہ ذمہ داری آپؒ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے حاصل ہوئی۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ ''سلطان الفقر'' کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ جس طرح محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کا اعلان قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ہے اسی طرح سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا:

''تا آنکہ از لطفِ ازلی سرفرازیٔ عینِ عنایت حق الحق حاصل شدہ واز حضور فائض النور اکرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم حکم ارشادِ خلق شدہ، چہ مسلم، چہ کافر، چہ بانصیب، چہ بے نصیب، چہ زندہ وچہ مردہ۔ بزبانِ گوہر فشاں مصطفیٰ ثانی ومجتبیٰ آخرزمانی فرمودہ۔'' (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جب سے لطفِ ازلی کے باعث حقیقتِ حق کی عین نوازش سے سربلندی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض النور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تمام خلقت کیا مسلم، کیا کافر، کیا بانصیب، کیا بے نصیب، کیا زندہ اور کیا مردہ سب کو ہدایت کا حکم ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے مجھے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخرزمانی فرمایا ہے۔

مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی کے لقب سے مراد یہ ہے کہ آخری زمانہ میں جب جاہلیت اپنے پر پھیلانے لگے گی تو سلطان العارفینؒ اور آپؒ کے سلسلہ کا کوئی امام آپؒ کی تعلیمات کو عام کرکے آپؒ ہی کے سلسلۂ فقر کے ذریعے اسے نیست و نابود کرکے دینِ حق کا پھر سے بول بالا کر دیں گے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی 140 تصانیف ہیں جن میں سے صرف ایک پنجابی ابیات کی صورت میں ہے اور دیگر تمام فارسی میں ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب علمِ لدنّی کا شاہکار ہیں۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان ہے کہ جس کو کوئی مرشد کامل اکمل نہ ملتا ہو وہ میری کتب کو وسیلہ بنائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں:

''اگر کوئی ولی واصل عالمِ روحانی یا عالمِ قدس شہود سے رجعت کھا کر اپنے مرتبے سے گر گیا ہو وہ اس رسالہ کو وسیلہ بنائے تو یہ رسالہ اس کے لیے مرشدِ کامل اکمل ثابت ہوگا۔ اگر وہ اسے وسیلہ نہ بنائے تو اسے قسم ہے اور اگر ہم اسے اس کے مرتبے پر بحال نہ کریں تو ہمیں قسم ہے۔''

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان آپؒ کی ہر کتاب میں الفاظ کی رد و بدل کے ساتھ موجود ہے۔ میرے آقا خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس اپنی تصنیف شمس الفقرا میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت بہت سادہ اور سلیس ہے جسے عام اور معمولی تعلیم یافتہ آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت میں ایسی روانی اور تاثیر ہے جو دورانِ مطالعہ قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ان کتب کو اگر باادب اور باوضو پڑھا جائے تو فیض کا ایک سمندر کتب سے قاری کے اندر منتقل ہوتا ہے۔ اگر قاری صدقِ دل سے مطالعہ جاری رکھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی روحانی وارث سروری قادری مرشد تک راہنمائی ہو جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں ضرورت کے مطابق آیاتِ قرآنی' احادیثِ مبارکہ اور احادیثِ قدسی کا استعمال فرمایا ہے۔ ان کتب میں جہاں کہیں بھی عبارت میں ان کا ذکر ہے، اگر ان کو وہاں

سے نکال دیا جائے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس جگہ آیات قرآنی یا احادیث کو درج نہ کیا جاتا تو مطلب مکمل نہ ہوتا۔ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ عبارت میں اشعار کا برمحل اور خوبصورت استعمال کرتے ہیں جس سے عبارت کا اثر دوچند ہو جاتا ہے‘‘۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جو کتب بازار میں تراجم کی صورت میں دستیاب ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ابیات سلطان باھُوؒ (پنجابی) ۲۔دیوانِ باھُوؒ (فارسی) ۳۔عین الفقر ۴۔مجالستہ النبیؐ ۵۔کلید التوحید (کلاں) ۶۔کلید التوحید (خورد) ۷۔شمس العارفین ۸۔امیر الکونین ۹۔تیغ برہنہ ۱۰۔رسالہ روحی شریف ۱۱۔گنج الاسرار ۱۲۔محک الفقر (خورد) ۱۳۔محک الفقر (کلاں) ۱۴۔اسرارِ قادری ۱۵۔اورنگ شاہی ۱۶۔جامع الاسرار ۱۷۔عقلِ بیدار ۱۸۔فضل اللقاء (خورد) ۱۹۔فضل اللقاء (کلاں) ۲۰۔مفتاح العارفین ۲۱۔نور الہدیٰ (خورد) ۲۲۔نور الہدیٰ (کلاں) ۲۳۔توفیقِ ہدایت ۲۴۔قربِ دیدار ۲۵۔عین العارفین ۲۶۔کلیدِ جنت ۲۷۔محکم الفقراء ۲۸۔سُلطانُ الوَھم ۲۹۔دیدار بخش ۳۰۔کشف الاسرار ۳۱۔محبت الاسرار ۳۲۔طرفۃ العین

’’مناقبِ سلطانی‘‘ اور ’’شمس العارفین‘‘ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی چند ایسی تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں جو اب تک نایاب ہیں۔ (۱) مجموعۃ الفضل (۲) عین نما (۳) تلمیذ الرحمٰن (۴) قطب الاقطاب (۵) شمس العاشقین (۶) دیوانِ باھُو کبیر وصغیر۔ ایک ہی دیوانِ باھُو (فارسی) دستیاب ہے یہ یا تو کبیر ہے یا صغیر۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں اپنی تعلیم کو نہ تو تصوف اور نہ ہی طریقت بلکہ ’’فقر‘‘ کا نام دیا ہے اور ’’راہِ فقر‘‘ اختیار کرنے پر زور دیا ہے اور راہِ فقر میں مرشد کامل اکمل کی راہنمائی بہت ضروری اور اہم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرشد بھی وہ جو پہلے دِن ہی طالبِ مولیٰ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات سنہری حروف سے لکھ کر دے اور اس کے ذکر اور تصور کا حکم دے۔ مرشد کی مہربانی‘ کرم اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے طالب پر دو انتہائی اہم مقام دیدارِ حق تعالیٰ اور دائمی حضوریٔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھلتے ہیں۔ باطن میں ان سے بڑے اور کوئی مقامات نہیں ہیں۔ یہ مقامات

صرف ان کو حاصل ہوتے ہیں جو اخلاص اور استقامت سے مرشد کی اتباع اور رضا کے مطابق راہِ حق میں اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔[1]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ سروری قادری ہے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے بانی ہیں۔ اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مرشد کامل طالبِ صادق کو ایک ہی نگاہ میں اور ایک ہی توجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر کر دیتا ہے اور ذاتِ حق تعالیٰ کے مشاہدے میں ایک ہی توجہ سے ناظر کر دیتا ہے۔ اس پاک وطیب سلسلہ میں رنج ریاضت، چلہ کشی، حبسِ دم، ابتدائی سلوک اور ذکر و فکر کی الجھنیں ہرگز نہیں ہیں۔ یہ سلسلہ ظاہری درویشانہ لباس اور رنگ ڈھنگ سے پاک ہے اور ہر قسم کے مشائخانہ طور طریقوں مثلاً عصا و تسبیح و جبہ و دستار وغیرہ سے بے زار ہے۔[2]

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے امانتِ الٰہیہ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل فرمائی جن کا مزار احمد پور شرقیہ بہاولپور میں ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے تریسٹھ (63) برس عمر پائی اور یکم جمادی الثانی 1102ھ (یکم مارچ 1691ء) بروز جمعرات بوقتِ عصر وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک شہر گڑھ مہاراجہ (جھنگ پاکستان) کے قریب قصبہ سلطان باھُو میں مرجع خلائق ہے اور ہر ایک کے لیے مرکزِ تجلیات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو منایا جاتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانحِ حیات کو قارئین کی نذر کرنے کے لیے اس عاجز نے اپنے مرشد کریم خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی

---

[1] [2] سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور سلسلہ سروری قادری کے تفصیلی مطالعہ کے لیے خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصانیف شمس الفقرا اور مجتبیٰ آخر زمانی کا مطالعہ فرمائیں

تصانیف شمس الفقرا اور مجتبیٰ آخر زمانی سے استفادہ کیا ہے۔ اگر آپ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح حیات اور تعلیمات کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیں تو متذکرہ بالا کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کشف الاسرار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام عالمین کا ربّ ہے اور عاقبت کا نیک انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔ درود و سلام ہو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر، آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی آلؑ پر، اصحابؓ پر اور تمام اہلِ بیتؓ پر۔

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ (الشوریٰ-13)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے اپنے لیے منتخب فرمالیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اُس کی اپنی طرف رہنمائی فرمادیتا ہے۔

لامحدود و بے شمار درود ہو خاتم النبیین، رسولِ ربّ العالمین، حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر جو ضمیر کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے انوار سے روشن کرنے والے ہیں۔ لامحدود درود ہو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی آلؑ پر، اہلِ بیتؓ اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اصحابؓ پر۔

اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

ترجمہ: اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

اس کے بعد اس تصنیف کا مصنف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ط (ھود-88)

ترجمہ: اور میری توفیق اللہ ہی سے ہے۔

عالم باللہ اللہ تعالیٰ کے اِن اقوال کے مرتبہ تحقیق[1] پر ہوتا ہے:

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ (العلق-5)

ترجمہ: (اللہ نے) انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اکل الحلال وصدق المقال

ترجمہ: اسے حلال کھانے اور سچ بولنے کی توفیق عطا کی۔

دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ

ترجمہ: اپنے نفس کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ تک پہنچ جا۔

وہ (عالم باللہ) معرفتِ توحیدِ حق تعالیٰ کی راہ دکھا کر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اور جمعیت[2] بخشتا ہے۔ وہ علمِ اعظم[3] سے الف (اسمِ اَللّٰہُ ذات کا راز) کھولتا ہے کہ الف سے کل وجز کے تمام علم علوم کا مطالعہ اور اسی ایک کلمہ سے حضوریٔ حق تعالیٰ کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کے ساتھ واصل کرنے والا پاک مذہب سنّی اور اہلِ سنت والجماعت کا ہے۔ دونوں جہانوں کو ایک ہی لمحے میں طے کرنا طریقت میں صرف طریقہ سروری قادری سے ممکن ہے اور قادری (فقیر کامل) اللہ قادر کی قدرت سے قدیر ہوتا ہے۔

یہ کتاب اللہ کے حکم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت اور باطنی ارشاد کے

---

[1] یعنی وہ اللہ کے ان اقوال کو حق الیقین سے جان کر ان کی تصدیق اپنے قلب سے کر چکا ہوتا ہے۔

[2] جمعیت کے لغوی معنی چیزوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا ہے۔ اطمینان اور سکون کو بھی جمعیت کہتے ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق صاحبِ جمعیت اس طالب کو کہتے ہیں جسے مقامِ ازل، ابد، دنیا، عقبیٰ کے تمام مراتب، مقامات اور خزانوں پر تصرف حاصل ہو جائے۔ (شمس الفقرا۔ تصنیفِ لطیف خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

[3] اسم اعظم یعنی ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا علم۔

مطابق فقیر باھُوؒ فنا فی ھُو ولد بازید رحمتہ اللہ علیہ عرف اعوان نے تصنیف کی ہے، جو دارالسلطنت صوبہ لاہور کے مضافات میں واقع خطہ شورکوٹ کا رہائشی ہے جہاں وہ اللہ جلّشانہٗ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلقین کی بدولت اپنے نفس پر خود منصف اور امین ہے۔ وہ دین کو زندہ کرنے والا اور طریقت کے ہر ظاہری باطنی طریقہ سے آگاہ ہونے کی بنا پر ہر راہِ سلک[1] کا عادل بادشاہ ہے۔ عارف کی نگاہ ہر شے کو دیکھنے اور پرکھنے والی کسوٹی ہوتی ہے۔ وہ معرفتِ توحیدِ الٰہی کی راہِ حضوری سے واقف اور اس کے لائق ہوتا ہے۔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشاہدہ سے حاصل ہونے والا علمِ حضوری اس بات کا گواہ ہے کہ (مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے) حضوری کا منصب حاصل کیے بغیر طالب مرید کو تلقین کرنا عظیم گناہ ہے۔ ایسا کرنے والے (ناقص مرشد) کے طالب مرید بالآخر گمراہ ہو جاتے ہیں۔

اس رسالہ کا نام ''کشف الاسرار'' رکھا گیا ہے۔

مرشد کامل پر یہ لازم اور فرضِ عین ہے کہ وہ پہلے طالب مرید کو علمِ دعوت کی تعلیم دے کہ یہ علمِ دعوت دائمی جمعیت عطا کرنے والا، قرآن کے موافق، نفس اور شیطان کے مخالف اور موذی و پریشان کافروں کو قتل کرنے والی ننگی تلوار ہے جو اِن سب کو ایک ہی دم اور قدم میں مکمل طور پر ختم کر دیتی ہے۔ اسمِ اعظم یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات کو پڑھنے اور اس کا تصور کرنے سے لطف و فیض حاصل ہوتا ہے اور اللہ کے فضل سے تمام آرزوئیں پوری اور غم دور ہوتے ہیں۔ ایسے صاحبِ دعوت جو اس کے عامل بھی ہوں اس جہان میں بہت ہی کم ہیں کیونکہ سورۃ المزمل کی دعوت کا علم مشکل ہے۔ تمام عالم کی مہمات کی مشکل کشائی کے لیے اگر علمِ دعوت کو ایک بار ترتیب سے پڑھا جائے تو اس کا عمل[2] تا قیامت نہیں رُکتا۔ شرط یہ ہے کہ ظاہر میں ایسی دعوت پڑھنے والا علمِ ناظرات[3] کے ذریعے خود کو

---

[1] اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی باطنی راہ۔

[2] اثر۔

[3] دیدارِ الٰہی تک پہنچانے والے علوم (مترجم)۔ ظاہری علوم قرآن و حدیث و فقہ و تفاسیر و سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (ڈاکٹر سلطان الطاف علی)

اللہ کی نگاہ میں منظور بنالے اور علمِ حاضرات[1] کے ذریعے خود کو حضوری میں پہنچائے اور قرآن کو حفظ کر کے اللہ کے قرب و معیت میں بار بار ختمِ قرآن کے دور کرے۔ قرآنِ پاک کو اس طریقہ سے پڑھنا ظاہر میں توفیق اور باطن میں تحقیقِ برحق (سے ممکن) ہے۔ قرآن کو اس طریقہ سے پڑھنے والا باطل بدعت سے استغفار کر کے حق کو قبول کرنے والا اور شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے۔ پہلے سورۃ المزمل پڑھ کر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے خود کو مقامِ وحدت میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچائے جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں متبرک کلمہ طیبات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے علمِ تصرف، کلمۂ توفیق کے تصور اور تصرفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات تحقیق کے ساتھ حفظِ قرآن[2] کے دور کرے۔

سورۃ مزمل کے ساتھ علمِ دعوت پڑھنے کی ترتیب کا اشارہ اس طرح ہے:

اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًاؕ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ط ثَقِيْلًا ط ثَقِيْلًا [3]

جو کوئی اس طریقہ سے سورۃ مزمل کو پڑھ کر اپنا وسیلہ بناتا ہے (اس کی دعوت) فوراً شروع ہو جاتی ہے اور بے شک اسی وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک تشریف لاتی ہے اور اللہ کے لیے اس بات کا وعدہ کرتی ہے کہ وہ سورۃ مزمل پڑھنے والے کو قیامت تک اپنی رفاقت سے جدا نہ کرے گی۔ جو کوئی اس طریقہ سے سورۃ مزمل کو علمِ حاضرات کے ساتھ پڑھے گا تو دونوں جہان اس کے تصرف میں آجائیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ سورۃ مزمل کو پڑھنے والے کے دم در دم، دل در دل، نفس در نفس، قلب در قلب اور امر روح در روح میں نور جمع ہو کر اس کی جامع

---

[1] اللہ کی بارگاہ میں حضوری دلوانے والے باطنی علوم۔ علمِ معرفت وحقیقت جو صرف مرشد کامل کی مہربانی سے حاصل ہوتے ہیں۔

[2] یہاں حفظِ قرآن سے مراد قرآن کو زبانی یاد کرنا نہیں ہے بلکہ قرآن کے تمام حروف و آیات کی روح کو سمجھ کر اپنے قلب پر اتارنا ہے۔

[3] لفظ ثَقِيْلًا کی تکرار ہے یعنی اس لفظ کو تین مرتبہ پڑھنا ہے۔

پوشاک[1] بن جائے۔ وہ شریعتِ لطیف[2] کا لباس پہن لے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے قرب سے ہزاروں ہزار و بے شمار لطائف[3] جوش مارنے لگیں۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ[4] کے مقامِ ازل میں صف در صف موجود اولیاء اللہ، مومنوں اور مسلمانوں کی ہر جماعت تک خود کو پہنچائے اور قَالُوْا بَلٰی یعنی ''ہاں تو ہی ہمارا پروردگار ہے'' کے قول کا اقرار کرے۔ تمام ارواح (مندرجہ بالا طریقے سے) ختمِ قرآن کا دور مدور کرنے والے حافظِ قرآن[5] کی حفاظت میں رہتی ہیں اور روحانی طور پر ہر کوئی اس کے حکم واجازت کے تحت آجاتا ہے۔

قرآن کے ساتھ علمِ دعوت پڑھنا ظاہری طور پر توفیق اور باطنی طور پر حضوری تحقیق (سے ممکن) ہے۔ عالم باللہ کے لیے یہ مراتب ایک ہی دم میں کھول دینا اور ایک ہی قدم پر دکھا دینا آسان کام ہے لیکن ناقص کے لیے بہت ہی مشکل ہے۔ اس معمّہ کو صاحبِ معمّہ[6] اولیاء اللہ ہی حل کر سکتے ہیں اور عارفوں کو دکھا دیتے ہیں کہ ظاہری و باطنی علم کا (حقیقی) حصول قلب کے مدرسے میں ہی ہوتا ہے جس کے ظاہر ہونے کے بعد وجود میں نفاق باقی رہتا ہے نہ کینہ۔

بیت

رفت عمری در مطالعہ با رقم
باخدا واصل نشد افسوس و غم

ترجمہ: تمام عمر لکھنے اور پڑھنے میں گزر گئی۔ افسوس اور غم! اتنا لکھنے پڑھنے کے باوجود خدا کا وصال

---

1. یعنی اس کا پورا وجود نوری لباس میں ڈھل جائے۔
2. شریعتِ لطیف سے مراد شریعت کی روح ہے۔
3. اسرارِ الٰہیہ کے باریک نکات۔
4. ازل میں اللہ نے ارواح تخلیق کر کے انہیں اپنے روبرو صف آراستہ کیا اور سوال فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ
ترجمہ: کیا میں تمہارا رب نہیں؟ (سورۃ الاعراف)
5. مراد مرشد کامل اکمل جو قرآن کی روح اور اسرار کا واقف ہے اسی لیے حقیقی حافظِ قرآن ہے۔
6. اسرارِ الٰہی جاننے والے۔

نصیب نہیں ہوا۔

(اصل) علم وہ ہے جو عُجب[1] اور ہوا[2] سے باز رکھے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچائے۔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل کر کے ہر (علم کا حقیقی) مطالعہ کرو۔ جس شخص کے پاس اس علم کی رفاقت اور وسیلے کا گواہ نہیں وہ طلبِ دنیا (میں مبتلا ہے) اور گناہ کے مرتبہ پر ہے۔ اس علم کے حصول کے لیے سب سے پہلے چاروں نفس[3] کے چاروں پرندوں یعنی شہوت کے مرغ، حرص کے کوّے، زینت کے مور اور ہوا کے کبوتر کو ذبح کر دینا چاہیے۔

بیت:

چار بودم سہ شدم اکنوں دوم
و از دوئی بگذشتم و یکتا شدم

ترجمہ: پہلے میں چار تھا پھر تین ہوا اور پھر دو ہو گیا۔ پھر دوئی سے گزرا تو میں یکتا ہو گیا۔

(اللہ کے ساتھ) یکتائی اور (قلب کی) صفائی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ ظاہری حواس بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس کھل جاتے ہیں، وجود سے بُرے اوصاف نکل جاتے ہیں اور سب اعضاء میں اللہ کا نور ظاہر ہو جاتا ہے۔

ہر علم پر اس کا عالم غالب ہوتا ہے۔ (علمِ حقیقی کے) مطالعہ کے ذریعے تمام مطالب کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور قلب نور بن جاتا ہے۔ مالک الملک (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے فقیر مالک الملکی[4] ہوتا ہے اور یہ مرتبہ علمِ حاضرات سے حاصل ہوتا ہے۔ کل وجز کی تمام مخلوقات اگرچہ بے شمار ہیں لیکن یہ تمام جامع صاحبِ حاضرات[5] کے شمار میں ہوتی ہیں۔ کائنات کے تمام علم علوم، فرشتوں کے نام،

---

[1] خود پسندی کی باطنی بیماری۔

[2] خواہشاتِ نفس۔

[3] نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ، نفسِ ملہمہ اور نفسِ مطمئنہ۔

[4] تمام کائنات کا مالک و حاکم۔ مراد انسانِ کامل

[5] مرشد کامل اکمل جو حضوریٔ حق تعالیٰ کے تمام علوم کا عالم ہے اور یہ تمام علوم اس کی ذات میں جمع ہیں۔

بارانِ رحمت کے تمام قطرے، معرفتِ توحید کی تمام منازل و مقامات، الہام، تجلیاتِ ذات وصفات اور اسماءِ باری تعالیٰ اگرچہ بے شمار ہیں لیکن اس کے شمار میں ہوتے ہیں۔ جو کچھ روئے زمین پر ہے جیسا کہ نباتات، علمِ کیمیا اکسیر[1]، پہاڑوں میں سنگِ پارس، اللہ کے غیبی خزانے، تصرف کے خزانے، فتوحاتِ علم و ارادات[2] اور کتبِ لاریبی[3] اگرچہ بے شمار ہیں لیکن یہ بھی اس کے شمار میں ہیں۔ تمام درختوں اور دیگر پودوں کے پتے، اسمِ اعظم اور اولیاء اللہ بے شمار ہیں لیکن یہ سب اس کے شمار میں ہیں (یعنی اس کے محیط میں ہیں)۔

مرد وہ ہے جو قرآنِ پاک کی آیات، کلمہ طیبات، متبرک اسماء الحسنیٰ، اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمد ﷺ سے حاصل ہونے والے (علم) حاضرات کی چابی سے (علمِ) ناظرات کا قفل ایک ہی دم میں کھول[4] لے اور مشاہدات کے ایک ہی قدم میں دنیا فانی کے خزانوں پر تصرف، بقائے جاودانی اور معرفتِ توحید ربانی کا مشاہدہ کر لے۔ اگر ظاہر و باطن کی دولت و سعادت یعنی علمِ قرآن و تفسیر، ولایت کا با تاثیر علم، علمِ غنایت[5]، کیمیا اکسیر، روشن ضمیر بنانے والا علمِ ہدایت، فنا فی اللہ فقیر بنانے والا علمِ غنایت اور دونوں جہان پر امیر بنانے والا لامحدود علم حاصل کر لیا جائے مگر پہلے ہی روز مرشد کامل کا حصول نہ ہوا اور خدا سے واصل نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کی باطنی راہ پر چلنے والے سب لوگ پریشان ہو کر گمراہ ہو جائیں گے۔

جو اس رسالہ کو اخلاص سے پڑھے گا اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہے گی۔ جو علمِ حاضرات کا پوشیدہ راز جان لیتا ہے، ملکِ سلیمانی[6] ہمیشہ کے لیے اس کی قید میں آجاتا ہے۔

---

1. لوہے کو سونا بنانے کا علم۔
2. علمِ حقیقی اور اراداتِ حق تعالیٰ سے حاصل ہونے والی باطنی فتوحات۔
3. شک وشبہ سے پاک کتابیں مراد قرآن وحدیث وفقہ وتفسیر اور کتبِ اولیاء اللہ۔
4. یعنی حضوریٔ حق تعالیٰ کے ذریعے دیدارِ الٰہی تک پہنچ جائے۔
5. غنایت سے مراد دنیا وعقبیٰ کی تمام نعمتوں سے دل کی سیری اور طمانیت ہے۔
6. اس دنیائے دون کا جاہ اس کے تصرف میں رہتا ہے۔ (ڈاکٹر سلطان الطاف علی)

اے عزیز جان لے! تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے علمِ حاضرات کی کنہہ سے چار مراتب کھلتے ہیں اور اس علم پر عمل کرنے سے یہ چاروں مراتب تصرف میں آجاتے ہیں۔ پہلا مرتبہ ظلِ اللہ بادشاہ کا ہے۔ دوسرا مرتبہ اس ولی کا ہے جو سات زمینوں اور نو آسمانوں میں ماہ سے ماہی تک طیر سیر کر سکتا ہے۔ تیسرا مرتبہ فنافی اللہ بقا باللہ عارف اللہ اور مقربِ الٰہی اولیاء اللہ کا ہے اور چوتھا مرتبہ قربِ جلیل[1] کی راہ سے آگاہ عالم باللہ کا ہے جو (اللہ تک پہنچنے کی) قطعی دلیل ہے۔ یہ سب درجات بھی علمِ حاضرات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں جو ابتدا سے انتہا تک کے تمام جزوی اور کلّی علوم کا خاتم[2] اور ان کا احاطہ کرتا ہے۔ صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور ہی اس راہ کی تمامیت تک پہنچاتا ہے۔

جو شخص علمِ قدرت[3] کی قدرت کا یہ قاعدہ نہیں جانتا اور ہر ممکن طور پر علمِ حاضرات تک نہیں پہنچتا وہ احمق ہے کہ خود کو عامل، فقیرِ کامل اور ولی اللہ کہلواتا ہے۔ یہ طریق کی نہیں توفیق کی راہ ہے، تفریق کی نہیں تحقیق کی راہ ہے، یہ تقلید کی نہیں توحید کی راہ ہے۔ نہ یہ رنج گنج[4] کی راہ ہے۔ یہ دلخواہی کی راہ ہے نہ کہ گمراہی کی۔ یہ مشاہدہ اور معرفت کی راہ ہے نہ کہ محنت و مجاہدہ کی۔ یہ راہ اس قدر تیز رفتار ہے کہ طالب مرید کو ایک ہی نظر میں علمِ حاضرات کے ذریعے لوحِ محفوظ کے علم کے مطالعے تک پہنچا کر نفس اور بدعت کے قہر سے بچا لیتی ہے۔ یہ راہ لا یحتاج ہے محتاج نہیں۔ یہ روزہ و نماز کی راہ ہے کہ جس میں رکوع و سجود کے دوران اللہ تعالیٰ حیّ و قیوم الہام کے ذریعے تمام سوالوں کے جواب دیتا

---

[1] جلیل اللہ تعالیٰ کا صفاتی اسم ہے۔ یہاں قربِ حق تعالیٰ کی راہ مراد ہے۔

[2] جس طرح حضور علیہ السلام خاتم الانبیاء ہیں اور ان میں تمام انبیاء کے اوصاف جمع ہیں اسی طرح تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہونے والا علمِ حاضرات تمام علوم کا خاتم ہے اور اس میں تمام علوم جمع ہیں۔

[3] علمِ حاضراتِ روحانی (ڈاکٹر سلطان الطاف علی)

[4] قوت و اختیار کا خزانہ حاصل کرنے کے لیے ریاضت و مجاہدہ کرنا۔

ہے۔اس راہ میں زوال نہیں بلکہ وصال کی ہوا چلتی ہے اور اللہ کی طرف سے سَوۡفَ تَرَانِیۡ[1] کی بے آواز صدا آتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلصَّلٰوۃُ مِعۡرَاجُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

ترجمہ: نماز مومنوں کی معراج ہے۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو بار بار رَبِّ اَرِنِیۡ[2] پکارتے ہیں لیکن درحقیقت وہ لوگوں کو زیر کرنے اور بادشاہ کو مسخر کرنے کے شوق میں دعوت پڑھتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر علمِ دعوت ہرگز رواں نہیں ہوتا خواہ وہ ساری عمر علم الاسماء پڑھتے رہیں یا پتھر کے ساتھ سر ٹکراتے رہیں یا بادشاہ (حکمرانوں) کے پسندیدہ بن جائیں۔ عالم باللہ فقیر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے دعوتِ قرآن لایحتاج ہو کر پڑھتا ہے، وہ بادشاہ کا محتاج ہوتا ہے نہ مخلوق کا۔

بیت:

ہر کہ باشد پسند خالق پاک
ور نہ باشد پسند خلق چہ باک

ترجمہ: جس شخص کو اللہ پاک پسند کرے اسے کیا پرواہ کہ مخلوق اسے پسند کرے یا نہ کرے۔

قرآنِ پاک سے علمِ دعوت پڑھنے والا ایسا (صاحبِ تصرف وقوت) ہوتا ہے کہ روئے زمین پر جتنے بھی عامل صاحبِ دعوت ہیں ان سب کے علمِ دعوت کو بند کر سکتا ہے اور اگر ان پر علمِ دعوت کھول دے تو کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اسے بند کر سکے۔ جو شخص اس ترتیب کے ساتھ ایک مرتبہ

---

[1] اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا لَنۡ تَرَانِیۡ (الاعراف-143) یعنی ''اے موسیٰ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا''، لیکن اس راہ میں ''لَنۡ تَرَانِیۡ'' کی بجائے سَوۡفَ تَرَانِیۡ (الاعراف-143) کی صدا آتی رہتی ہے (یعنی تو عنقریب مجھے دیکھ لے گا)۔

[2] حضرت موسیٰؑ کی دیدارِ الٰہی کی التجا۔ ترجمہ: ''یا اللہ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں''۔

حصار[1] میں آجائے تو پھر وہ اس حصار سے باہر نہیں آتا۔ اگر مرشد کامل اس سلسلے میں طالب پر توجہ کرے تو وہ توجہ صورتِ مرشد میں ڈھل جاتی ہے اور قیامت کے دن تک طالب سے جدا نہیں ہوتی اور ہر قسم کی بلا اور آفات سے اسے سلامت اور محفوظ رکھتی ہے۔ یہی مرتبۂ استقامت فوق الکرامت[2] اور مرتبہ محمود ہے جو صاحبِ تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات کی عاقبت کو محمود بنا دیتا ہے۔ اہلِ بدعت کا مرتبۂ مردود ہے اور ان کی عاقبت بھی مردود ہے۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

❁ اَلنِّھَایَۃُ ھُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ

ترجمہ: انتہا ابتدا کی طرف لوٹ جانا ہے۔

❁ تَفَکَّرُ السَّاعَۃِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ ط

ترجمہ: ایک لمحہ کا تفکر دونوں جہانوں کی عبادت سے افضل ہے۔

علمِ دعوتِ دل میں، دل کی زبان سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ علمِ دعوتِ زبان میں، پہلے زبان پر اسمِ اعظم کی زبان میں کُنْ فَیَکُوْن کی سیاہی سے لکھا جاتا ہے جس سے یہ لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمَانِ (فقراء کی زبان رحمٰن کی تلوار ہے) بن جاتی ہے۔ ایسی قاتل دعوت میں قلب کی زبان سے قرآن پڑھا جاتا ہے جو قربِ اللہ تک پہنچا دیتا ہے۔ علمِ دعوتِ زبان میں روح، جو قدرت کا امر ہے، کی زبان سے قرآن پڑھا جاتا ہے جس سے انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس تک روحانی طور پر

1۔ یہاں حصار سے مراد علمِ دعوت پڑھنے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں: (i) مرشد کی اجازت کے بغیر دعوت نہیں پڑھنی چاہیے۔ مرشد کی اجازت کے بغیر دعوت پڑھنا خطرناک ہے۔ (ii) پڑھنے والا ولی اللہ ہو اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات میں کامل ہو۔ (iii) علمِ دعوت پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ علمِ دعوت میں عامل، کامل، پاکباز اور صاحبِ یقین ہو۔ (iv) ناقص کو ہرگز علمِ دعوت نہیں پڑھنا چاہیے۔ حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں ''اگر کوئی تلوار سے سر بھی اڑا دے تو تب بھی ناقص کے لیے بہتر ہے کہ وہ دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے''۔ (شمس الفقرا۔ تصنیف لطیف خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

2۔ استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔

رسائی نصیب ہوتی ہے۔[1]

علمِ دعوتِ زبان کے دوران دم (سانس) کے ساتھ قرآن پڑھنے سے (طالب کے) ہر سوال کا جواب حضورِ حق تعالیٰ سے آتا ہے اور اس تک پہنچایا جاتا ہے۔ علمِ دعوتِ زبان میں قرآن پڑھنے سے ایسا نورِ توفیق حاصل ہوتا ہے جس سے (طالب کا) وجود سر سے قدم تک نور میں ڈھل جاتا ہے۔ اس صاحبِ نور کی ہر بات قربِ حضور سے ہوتی ہے۔ علمِ دعوت کے دوران نفس کی زبان سے صرف وہ قرآن پڑھے جس کے وجود میں نفسِ امارہ کی نفسانیت بالکل باقی نہ ہو۔

علمِ دعوتِ دم، ایک لمحہ کے علمِ دعوت، ایک دن رات کے علمِ دعوت، ایک ہفتہ کے علمِ دعوت، ایک ماہ کے علمِ دعوت، ایک سال کے علمِ دعوت، ماضی، حال اور مستقبل کے علمِ دعوت میں دعوت کے ذریعے قربِ ربانی پانے والا (روحانی طور پر) لاہوت لامکان میں پہنچ کر قرآن پڑھتا ہے۔ اسے غیب دانی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ظاہری آنکھوں سے غیب دانی ایک جنونیت ہے اور شیطانی (وسوسہ) اور غول بیابانی[2] کا عمل ہے۔ اس کے علاوہ یہ راہ نہ کشف کی ہے اور نہ ہی کرامات کی، بلکہ یہ فنافی اللہ ذات، مقرب الحق، فقیر جامع، عالم باللہ اور عالم منتہی کی برحق راہ ہے۔

صاحبِ دعوت علمِ دعوت میں سورۃ مزمل اور دعائے سیفی کو ترتیب کے ساتھ پڑھتا ہے تو عرش و کرسی، لوح و قلم، نو آسمانوں اور زمین کے سات طبقات کو یوں جنبش دیتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح عبرت میں آجاتی ہیں اور فرشتے حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ فقیر عالم باللہ قرآنِ پاک کی آیات سے اس طرح دعوت پڑھتا ہے کہ دونوں جہان اس کی قید میں آجاتے ہیں۔ یہ ایسا علمِ

---

[1] حضرت سخی سلطان باھوؒ طالب کے روحانی مقام کے مطابق دعوت کے درجات بیان فرما رہے ہیں۔ پہلے درجہ پر دعوت ظاہری زبان سے پڑھی جاتی ہے، پھر قلب کی زبان سے، پھر روح کی زبان سے اور جب طالب فنا و بقا کے مراحل طے کر لیتا ہے اور اس کا نفس، قلب اور روح تینوں نور میں ڈھل جاتے ہیں تو وہ علمِ دعوت میں کامل ہو جاتا ہے۔

[2] بھوت پریت۔

دعوت ہے جس کے علم کا مطالعہ ربع مسکون[1] کی بادشاہی عطا کر کے تختِ سلیمانی پر بٹھا دیتا ہے۔ یہ فقیر کے ابتدائی مراتب ہیں۔ جو فقیر دونوں جہانوں پر امیر ہوتا ہے اس کے شب و روز شدت اور سختی کی حالت میں گزرتے ہیں۔ وہ سنگِ پارس کی طرح ہے، ہر وجود جو ناقص لوہے کی طرح ہوتا ہے جب اس کی صحبت میں آتا ہے تو خالص سونا بن جاتا ہے۔ وہ صادقوں کو علمِ تصدیق کا مرتبہ نصیب کر کے صدق تک پہنچاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ط (النساء۔69)

ترجمہ: وہ انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین (کے ساتھ) ہیں کتنے اچھے ہیں یہ لوگ بطور رفیق۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ ط

ترجمہ: پہلے رفیق تلاش کرو پھر راستہ پر چلو۔

اس (فقیرِ کامل) کے طالب ہمیشہ حضوری میں باشعور رہتے ہیں۔ پس اس مرتبہ پر مغرور نہ ہو کیونکہ مردوں کی راہ تو اس سے بھی آگے فنا در فنا، بقا در بقا، لقا در لقا ہے۔ اس (مرشد کامل) کے سامنے باحیا رہ اور اللہ سے ڈرتا رہ۔ فتح علم سے ہے۔ علم کا ظاہر عبادات اور مقامات (کے متعلق) ہے جبکہ علمِ لدنی[2]، وارداتِ غیبی[3] اور اللہ کی کتاب قرآن سے حاصل ہونے والی فتوحاتِ لاریبی[4] علم کا باطن ہیں۔ (علمِ باطن کی) ان تینوں اقسام کا نقش طلب کر جن کا عمل تجھے دونوں جہان کا

---

[1] دنیا کے تین حصوں پر پانی ہے اور چوتھا حصہ خشکی ہے، اس چوتھے حصے کو ربع مسکون کہا جاتا ہے جس پر مخلوق آباد ہے۔

[2] اللہ سے بلاواسطہ حاصل ہونے والا علم۔

[3] غیب سے وارد ہونے والے علوم۔

[4] ایسی باطنی فتوحات جن میں شک کی گنجائش نہ ہو۔

تماشا دکھائے۔

مذکورہ نقوش یہ ہیں: تصورِ طریق، تصورِ توفیق، تصورِ تحقیق اور تصورِ دریائے عمیق۔

اور تصورِ طریق یہ ہے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے ایک ہی سانس میں دونوں جہان کی طاعت کو طے کرلے جس سے دونوں جہان کا نظارا ہمیشہ کے لیے اس کے مدِّ نظر آجائے۔ تصورِ تحقیق یہ ہے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے خود کو قربِ الٰہی سے حضوریٔ توحید تک پہنچائے اور ہمیشہ اللہ کی نظرِ رحمت میں منظور رہے۔ تصورِ دریائے عمیق یہ ہے کہ (تصور کرنے والا) اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور کے ذریعے دریائے توحید میں اس طرح داخل ہوتا ہے کہ پھر وہ دورانِ زندگی اور موت کے بعد بھی کبھی توحید سے باہر نہیں نکلتا اور اس کے قلب اور قالب کے ساتوں اندام[1] میں توحید کا نور منکشف ہوجاتا ہے۔ وہ ہمیشہ حضوری میں رہ کر اللہ کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ان سے باتیں کررہا ہے۔ جس کو ان تین تصوروں کی راہ معلوم نہیں وہ طریقت میں تصور کے صحیح طریقہ سے آگاہ ہی نہیں ہے کیونکہ کل و جز کی تمام مخلوقات، ذات و صفات، الہام[2] کی تجلیات، کلام، نور،

---

[1] قلب کے ساتوں اندام سے مراد 'باطنی حواس' ہیں یعنی نفسی، قلبی، روحی، سرّی، خفی، یخفیٰ اور انا۔

[2] اللہ کی طرف سے خیر کی کوئی بات دل میں ڈالنا۔

حضور، مغفور، شوقِ الٰہی کا سرور صرف اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ (اسمِ اَللّٰہُ ذات) سے حاصل ہوتے ہیں۔ صرف اسی سے باطن معمور ہوتا ہے اور فنا و بقا، دیدار اور لقا کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ عالم باللہ اسی اسمِ اَللّٰہُ سے صانع (اللہ) کی بنائی ہر شے (کی حقیقت) سے پردہ اٹھاتا ہے اور (طالب کو) دِکھاتا ہے۔ اسی سے گنج الحرمین[1]، شرف الدّارین[2]، تصرفِ کونین[3] حاصل ہوتے ہیں اور طالب عین نما، باعین صفا، باعین بقا، باعین فنا، باادب باحیا ہو کر اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی (مجلس کی) حضوری حاصل کرتا ہے۔ اس نقش کے تصور میں ہی سب کچھ ہے کیونکہ اسی سے ہمیشہ جاری رہنے والا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی سے وہ علم حاصل ہوتا ہے جس کی طے میں تمام علوم ہیں۔ اسی سے حاضرات کی توفیق نصیب ہوتی ہے جس سے تجھے درپیش ہر مطلب حاصل ہوتا ہے۔ اسی سے علمِ ناظرات حاصل ہوتا ہے جو اللہ کی نظرِ رحمت میں منظور بناتا ہے۔

بیت:

از اسم اَللّٰہُ نقش محمدؐ بجو
آنچہ ماسویٰ اللہ از دل بشو

ترجمہ: اسمِ اَللّٰہُ سے نقشِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تلاش کر۔ اللہ کے سوا تیرے دل میں جو کچھ بھی ہے اسے اپنے دل سے نکال دے۔

یہ نقش ظاہر میں توفیق اور باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تحقیق ہے۔

1۔ حرمِ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ (ڈاکٹر سلطان الطاف علی)

2۔ دونوں جہانوں کا شرف۔

3۔ دونوں جہانوں پر تصرف۔

مذکورہ نقش یہ ہے:

مُحَمَّد مُحَمَّد مُحَمَّد مُحَمَّد مُحَمَّد

تصور اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چار طریقے ہیں جن سے چار قسم کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ جو کوئی اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور کرتا ہے یہ اس کے دل میں قرار پکڑ کر قلب کو زندہ کر دیتا ہے اور نفس کو بالکل مار دیتا ہے کیونکہ یہ تصور کامل فقیر کے مرتبۂ فنافی اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر امیر[1] ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کے دل میں آجاتا ہے تو یہ اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں لے جاتا ہے۔ وہ اس مجلس کو دیکھ لیتا ہے، پہچان لیتا ہے اور پالیتا ہے۔ اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو اس تصور سے کل و جز کی ہر چیز اس پر ظاہر ہو جاتی ہے اور اس کا وجود مغفور ہو جاتا ہے۔

آیتِ مبارکہ ہے:

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ط (الفتح-2)

---

[1] یعنی اس مرتبہ تک پہنچانے والا ہے۔

ترجمہ: تاکہ بخش دے تجھے اللہ جو آگے ہو چکیں تجھ سے لغزشیں اور جو پیچھے رہیں۔

لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ صاحبِ تصور انسان ہو، نہ کہ گائے گدھے کی حیوانی صفات رکھنے والا۔ چوتھا طریقہ یہ ہے کہ اسمِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور سے حاضرات حاضر ہو جاتے ہیں۔ صاحبِ تصورِ علمِ ناظرات سے انہیں دیکھ لیتا ہے پھر اس کے دل میں کوئی آرزو باقی نہیں رہتی۔ یہ نقش پہلے ہی دن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی (مجلس کی) حضوری سے معرفت کا مرتبہ عطا کروانے کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ علم حضوری پر گواہ ہے۔ حضوری کی بجائے کسی اور طرف رجوع کرنا گناہ ہے۔ جو مرشد حضوری کے مرتبہ اور منزل تک نہیں پہنچاتا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تلقین نہیں دلاتا وہ مرشد گمراہ ہے اور اس کے طالب روسیاہ ہیں۔

نقش فنا فی الشیخ سے شیخ کی توجہ، تفکر اور تصرف حاصل ہوتا ہے۔ جس طالب کو بھی شیخ نوازتا ہے اس کے مرتبہ کو اپنے مرتبہ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ شیخ حضوری کا نام ہے جو دائمی حضوری میں رہتا ہے۔ اس کے لیے طالبوں اور مریدوں کو حضوری عطا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ اس کا باطن معمور ہوتا ہے۔ مذکورہ تصورِ شیخ (کرنے کا طریقہ) یہ ہے کہ شیخ کی لازوال خزانے بخشنے والی صورت ہر حال میں تصور میں رہے۔ (فنا فی الشیخ کے مقام پر پہنچ کر) جس طالب کی صورت شیخ کی صورت سے بدل جائے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ فنا فی الشیخ سے فنا فی اللہ فقیر کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے جس سے طالب کو نجات، مصائب میں کمی اور مستی میں بھی ہوشیاری حاصل ہوتی ہے اور وہ باطل بدعت سے مکمل طور پر استغفار کر کے شیخ کے ہاتھ میں موذی کافروں کو قتل کرنے والی تلوار کی طرح ہو جاتا ہے۔ جب تصورِ شیخ سے (طالب کی) صورت (شیخ کی) صورت سے مل کر یک وجود ہو جاتی ہے تو طالب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (کہو کہ اللہ واحد ہے) پڑھتا ہے۔ پھر شیخ کی صورت طالب مرید کو اس کا ہر مطلب عطا کرتی ہے اور جس منزل و مقام پر بھی طالب چاہے پہنچا دیتی ہے۔ فنا فی الشیخ کے اس مقام پر پہنچ کر طالب میں پہلے جیسی بے یقینی باقی نہیں رہتی، اس کا یقین درست ہو جاتا ہے اور اسے (مرشد کی) تلقین پر مکمل اعتبار ہو جاتا ہے۔

طالب شیخ پر اپنی جان قربان کرتا ہے اور مرشد کا یارِ غار و غم بردار بن جاتا ہے۔ ترک و توکل[1] میں وہ جسم با جسم، اسم با اسم، قلب با قلب، روح با روح، دم با دم اور قدم با قدم شیخ کے ساتھ مل جاتا ہے۔

نقش

فَنَا فِی الشَّیۡخ

فَنَا فِی الشَّیۡخ

جب طالب شیخ کی صورت کا تصور اپنے وجود میں لاتا ہے تو شیخ کی صورت اسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں پہنچا دیتی ہے۔ اس طریقہ سے فنافی الشیخ کا اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ صورت کی بت پرستی مرتبۂ فنافی الشیطان ہے۔ یہ نقش فقیر کے لیے فیضِ اثر، نفس پر قہر، صاحبِ نظر اور باطن کا خضر[2] ہے۔ فقیر کی نظر میں سونا چاندی اور مٹی برابر ہیں بلکہ وہ نفس پر حکمران ہوتا ہے۔ فقیر کا ابتدائی مرتبہ یہ ہے کہ اس کی زبان پر قرآن اور تفسیر کا علم ہوتا ہے۔ فقیر علمِ فقہ کے مطالعہ سے روشن ضمیر ہوتا ہے کیونکہ فقہ تمام مذکورہ درجات کے مشاہدہ کا رہبر ہے۔

1۔ ہر غیر ماسویٰ اللہ کا کامل ترک کرنا اور صرف اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرنا۔

2۔ باطن میں رہنمائی کرنے والا۔

اس کا نقش یہ ہے:

فرخ

فقر

فرخ[1]

جو کوئی اسمِ فقر کا تصور کرتا ہے، اسمِ فقر اسے سلطان الفقر[2] تک لے جاتا ہے۔

اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہ

ترجمہ: فقر اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

جو محتاج ہوتا ہے وہ فقیر نہیں ہو سکتا۔ فیض اور فضل فقر کی روح ہے۔ فقر رحمت ہے، فقر لطف ہے، فقر ہدایت ہے، فقر ولایت ہے، فقر غنایت ہے، فقر فنا و بقا ہے، فقر رضا و قضا ہے، فقر قدرت ہے، فقر جمعیت، جمال اور جلال ہے، فقر علم ہے، فقر سِرّ الاسرار ہے۔ فقر حضوری عطا کرنے والا نور اور عقلِ کامل باشعور ہے۔ فقر ہی مالک الملک، مقربِ ربّانی، ملکِ سلیمانی کی بادشاہی ہے۔ فقر علمِ کیمیا[3] پر تصرف کا خزانہ ہے۔ فقر حیات و ممات ہے۔ فقر علم و درجات ہے۔ فقر ہی نفس، دَم، قلب، روح اور محبت میں جلنے والا دل ہے۔ ان تمام مراتب کا جامع مرتبہ اسمِ فقر کے تصور سے کُھلتا اور ظاہر

---

1. بابرکت۔

2. سلطان الفقر کے مرتبہ کے تفصیلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں "رسالہ روحی شریف" مصنف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ (ڈاکٹر سلطان الطاف علی)۔ اور رسالہ روحی شریف کی عبارت کی شرح کیلئے ملاحظہ فرمائیں "شمس الفقرا" باب سلطان الفقر۔ تصنیفِ لطیف خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس (مترجم)۔

3. عام دھاتوں کو سونا بنانے کا علم یعنی ناقص کو کامل بنانے کا علم۔

ہوتا ہے۔ فقر کے تین حروف ہیں۔ف، ق، ر۔حرف ''ف'' سے فنائے نفس، حرف ''ق'' سے قہر بر نفس اور حرف ''ر'' سے راضی بر خدا مراد ہے۔ اسی طرح حرف ''ف'' سے فخر، حرف ''ق'' سے قرب اور حرف ''ر'' سے راز بھی مراد ہے۔ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ مراتب (اللہ کی محبت (سے حاصل ہوتے ہیں) ہیں۔ حرف ''ف'' سے فضیحت، حرف ''ق'' سے قہرِ خدا اور حرف ''ر'' سے فقرِ مکّب کو رد کر دینا مراد ہے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ

ترجمہ: میں منہ کے بل گرنے والے فقر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

شرح دوم
مکمل مرشد اور پیر کامل کی علامات

اَیُّھَا الْمُؤْمِن کی حقیقت کو جان لے کہ حق کی طلب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت[1] میں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ط (آل عمران-31)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہہ دیں کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

پس جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کیے بغیر صرف شیخ زادہ[2] ہونے کی وجہ سے خود کو راہبر و پیشوا بنا لیتا ہے وہ خود بھی ضلالت (گمراہی) میں ہے اور دوسروں کے لیے بھی

---

[1] یعنی اللہ کا خطاب اَیُّھَا الْمُؤْمِن صرف اس مومن کے لیے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل ظاہری و باطنی اتباع کرنے والا ہے۔

[2] مرشد کی نسبی اولاد۔ یعنی بغیر کاملیت کے صرف نسب کی بنیاد پر تلقین و ارشاد شروع کر دے۔

مضل (گمراہ کرنے والا) ہے۔

کَمَا قَالَ شیخ جنید (و) شبلی: اِذَا رَأَیْتَ صُوْفِیْ وَلَمْ یَکُنْ بَیْنَ یَدَیْہِ تَفْسِیْرٌ وَعَلٰی یَمِیْنِہٖ اَحَادِیْثٌ وَعَلٰی شِمَالِہٖ کُتُبُ الْفِقْہِ تَعْلَمْ اِنَّہٗ شَیْطَانٌ وَّمَا صَدَّرَ عَنْہُ مَکْرٌ وَّاِسْتِدْرَاجٌ ط

ترجمہ: جیسا کہ شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ اور شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو کسی ایسے صوفی کو دیکھے جس کے سامنے تفسیر، دائیں طرف حدیث اور بائیں طرف فقہ کی کتابیں نہ ہوں تو سمجھ لو کہ بے شک وہ شیطان ہے اور جو کچھ اس سے ظاہر ہو رہا ہے وہ تمام مکر اور استدراج[1] ہے۔ یعنی اگر اس کا ایک بھی قول یا ایک بھی عمل شریعت اور فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف دیکھے تو ایسے صوفی کو شیطان سے منسوب کرے۔ پس ایسے شخص سے سب کو اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ ایسا جاہل شخص پیر و پیشوا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰہِلِیْنَ (الاعراف-199)

ترجمہ: اور جاہلوں سے منہ موڑ لیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ (البقرہ-67)

ترجمہ: میں جاہلوں میں سے ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

سگ تر شود از بول پاک تر باشد
از آن کسے کہ کند اختلاط با عامی

ترجمہ: جو شخص کمینوں سے میل جول رکھتا ہے وہ کتے سے بھی بُرا ہے۔ گویا وہ پیشاب سے پاک ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

---

[1] ایسا خرقِ عادت عمل جو روحانی قوت کی بدولت نہ ہو بلکہ محض فریبِ نظر اور شعبدہ بازی ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ ۝ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ۝ (الناس 6-4)

ترجمہ: (میں پناہ مانگتا ہوں) خناس کے وسوسوں کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

تفسیرِ منیر میں اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ بنی شیطان دو قسم کے ہیں، جن شیطان جو کہ مشہور ہیں اور انسانی شیطان جیسا کہ جاہل شیخ۔ جن شیطان کی برائی پوشیدہ ہے جبکہ جاہل شیخ کی برائی ظاہر ہے۔ پس سب سے پہلے ضروری ہے کہ پیرِ کامل کے اعمال اور اقوال مذکورہ طریقہ (یعنی شریعت) کے مطابق ہونے چاہئیں۔ بعد ازاں اس کے لیے لازم ہے کہ وہ چار علموں سے آگاہ ہو۔ ان امور کی بجا آوری کے بعد اس کی پیری قبول کرنے کی چار شرائط ہیں۔ اگر وہ ان شرائط پر پورا اترتا ہو تو اسے پیر بنانا چاہیے ورنہ کسی (ناقص) کو اپنا ہاتھ نہیں پکڑانا چاہیے تاکہ نہ خود گمراہ ہو نہ دوسروں کو گمراہ کرے۔

اوّل یہ کہ وہ تفسیر اور احادیث کے مکمل علم سے واقف ہو یعنی جانتا ہو کہ کیا ناسخ ہے اور کیا منسوخ، کیا معمول ہے اور کیا غیر معمول، اور ان میں باہم تمیز کر سکتا ہو اور یہ کہ اس پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے کلام پر ایمان لاتا ہو البتہ اللہ کے تمام کلام پر عمل کرنا فرض[1] نہیں ہے۔ جب تو اس راہ پر استقامت اختیار کر لے گا تو نفس اور شیطان طرح طرح کے برے طریقوں اور نفسِ ملہمہ کے فریبوں کے ذریعے تجھ سے پیش آئیں گے جس طرح بارش کے قطروں میں یا سراب اور گرد و غبار میں یا جس طرح گرمیوں کے موسم میں گرم دوپہر میں اچانک عجیب و غریب طرح طرح کے رنگ (ہماری نظروں کے سامنے) نمودار ہوتے ہیں (جس طرح یہ رنگ حقیقت نہیں بلکہ ہمارا فریبِ نظر ہوتے ہیں اسی طرح نفس و شیطان بھی ہمیں فریب دیتے ہیں)۔ اسی طرح نفس اور شیطان

---

[1] اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات فرض نہیں ہیں بلکہ احکامات تو فرض، واجب، مباح اور مستحب بھی ہیں۔

دس ہزار حجاب تیرے سامنے لائیں گے۔کبھی قسم قسم کے باغ، خوبصورت لڑکیاں اور جوان، صاف وشفاف نہریں، حور وقصور اور عرش و کرسی تیرے سامنے پیش کریں گے جو اصل میں موجود نہیں ہوں گی۔اس دوران اگر غفلت کی وجہ سے تجھ سے کوئی غیر شرعی کام سرزد ہوگیا تو شیطانی عرش و کرسی تیرے سامنے ظاہر ہو جائیں گے[1]۔

پس مرشد کامل وہ ہے جو طریقت کے چار (پُرفریب) طریقوں سے طالب کو سلامتی کے ساتھ گزار کر حقیقت تک پہنچا دے۔ یہ چاروں طریقے، جو اَنا اور زندقہ[2] کے مترادف ہیں، یہ ہیں: پہلا (پُرفریب) طریقہ جس سے صاحبِ طریقت کو واسطہ پڑتا ہے، یہ ہے کہ انانیت اور غرور سے بھرپور نفس سے ظاہری کشف وکرامات کا ظہور ہوتا ہے جس سے عارضی خوشی اور راحت تو ملتی ہے لیکن یہ مقام اللہ کے قرب اور وصال سے بہت دور ہے۔اگرچہ یہ مقام مخلوق کی نظر میں ثواب ہے لیکن خالق کے نزدیک حجاب ہے۔ دوسرا (پُرفریب) طریقہ جو صاحبِ طریقت کی راہ میں آتا ہے یہ ہے کہ اس پر رجوعاتِ خلق اور جنونیت کا غلبہ رہتا ہے۔ دنیا کی طلب میں گرفتار اہلِ دنیا (اپنے دنیاوی مسائل کے حل کے لیے) اس کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔مخلوق کے نزدیک وہ فریادرس[3] ہوتا ہے لیکن خالق کے نزدیک وہ ناقص اور اہلِ ہوا وہوس ہوتا ہے۔تیسرا (پُرفریب) طریقہ جو صاحبِ طریقت کو درپیش ہوتا ہے، یہ ہے کہ وہ چرند پرند کو مسخر کر لیتا ہے۔مخلوق کے نزدیک تو یہ طیر سیر ہے لیکن خالق کے نزدیک یہ مراتبِ غیر ہیں۔ چوتھا (پُرفریب) طریقہ جس سے صاحبِ طریقت کا واسطہ پڑتا ہے، یہ ہے کہ وہ ناسوت، جبروت اور ملکوت کے مقامات اور طبقات کا مشاہدہ اور سیر کرتا ہے۔مخلوق کے نزدیک وہ غوث اور قطب ہوتا ہے لیکن بالائے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک طریقت کی انتہا کے ستر ہزار مقامات کی معرفت وحقیقت سے محروم ہوتا

1۔ یعنی شیطان تیرے بداعمال تجھے خوبصورت بنا کر دکھائے گا اور تجھے اپنے جال میں مزید پھنسا لے گا۔

2۔ کفر، منافقت، کسی خدا کو نہ ماننا۔

3۔ فریاد پوری کرنے والا۔

ہے۔ اگرچہ سکرو صحو[1] کے غلبات کی وجہ سے وہ خود کو حضوری میں رہنے والا عارف سمجھتا ہے لیکن اصل میں سکرو صحو کے اثرات سے بہت دور ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ شریعت کے لحاظ سے اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرِّجَاءِ یعنی ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔ اسی لیے غوث، قطب، اوتاد اور ابدال کے نزدیک یہ محض مقاماتِ کبیرہ و صغیرہ ہیں۔ مقاماتِ صغیرہ سے مراد زمین کے ساتوں طبقات کے مشاہدات ہیں اور مقاماتِ کبیرہ سے مراد آسمان کے نو طبقات، عرش، کرسی، لوح اور قلم کے مشاہدات ہیں۔ فقیر عارف باللہ کے لیے مقاماتِ صغیرہ پر نظر رکھنا گناہِ صغیرہ ہے اور مقاماتِ کبیرہ یعنی نو افلاک کی طیر سیر پر نظر رکھنا گناہِ کبیرہ ہے۔ توحید اور معرفتِ الٰہی اِلَّا اللّٰہ میں غرق ہو کر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہونے کے سوا اس کے لیے ہر شے گناہ ہے۔ وہ آنکھ ہی نہ رہے جو معرفت اِلَّا اللّٰہ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے سوا کچھ اور دیکھے۔

بیت:

دیدہ آن باشد کہ بیند عین نور
دیدہ آن باشد بود مجلس حضور

ترجمہ: آنکھ اسے کہتے ہیں جو عین نور دیکھتی ہے۔ آنکھ وہ ہے جسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہے۔

فقیر جو کچھ کہتا ہے حساب[2] سے کہتا ہے نہ کہ حسد سے۔ (اس کا کلام) توحید، معرفتِ الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رو سے ہوتا ہے۔ آفرین ہے اس پر جس کا ظاہر و باطن ہمیشہ کے لیے ایک ہو چکا ہو اور جو دن رات مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اور نور میں غرق

---

[1] سکر عشقِ حقیقی میں خماری اور مدہوشی کی حالت ہے جبکہ صحو خماری سے ہوشیاری کی طرف لوٹنے کو کہتے ہیں (مترجم)۔ صحو ہوشیار باش رہنے کی کیفیت ہے (ڈاکٹر سلطان الطاف علی)۔

[2] یعنی وہ ہر حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے اور جو کچھ بولتا ہے امرِ ربی سے حق بولتا ہے۔

رہتے ہوئے بھی لوگوں میں عام انسان کی طرح رہتا ہے حالانکہ وہ صاحبِ نظر[1] ہوتا ہے۔اس کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔ باطن کی خبریں دینا بظاہر بہت مشکل اور دشوار کام ہے لیکن کاملین کے نزدیک یہ ایک پلک جھپکنے جیسا (آسان) ہے۔ان کے تمام افعال (خواہ ظاہری ہوں یا باطنی) دونوں احوال میں ان کی یہی کیفیت ہے۔اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام تک اور پھر خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت کے دن تک کوئی بھی شخص خواہ بجلی اور ہوا سے بھی تیز دوڑے پھر بھی وہ ہرگز مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دہلیز اور معرفتِ الٰہی کی دراز راہ کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔لیکن مردِ کامل (مرشد کامل) اسے اسمِ اَللّٰہُ ذات کی برکت سے پلک جھپکنے میں اس راہ کے صاحبِ راز کے مقام تک پہنچا سکتا ہے۔صاحبِ تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ریاضتِ طبقات سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ وہ اسمِ اَللّٰہُ ذات (کے ذکر و تصور) سے اسمِ اَللّٰہُ کی انتہا یعنی ''ذات'' تک پہنچ چکے ہوتے ہیں۔اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو لوگوں کو اپنی نظر کی کشش اور ذکرِ دَم کی توجہ کے ذریعہ اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور انہیں مسخر کر لیتے ہیں۔پس اس قسم کے دم نوش لوگ سانپ کی طرح ہیں اور پروردگار کی معرفت سے بہت دور ہیں۔بعض لوگ تفکر اور ذکر سے دل کو (تصور میں) پیٹ میں لا کر سینہ کی طرف کھینچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حبسِ دم ہے۔یہ جھوٹ اور غلط کہتے ہیں۔یہ ایک بے فائدہ عمل ہے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں ذکر خود بخود جاری ہو جاتا ہے۔ پھر ایسے حبسِ دَم کرنے والے لوگوں کو تلاش کرنے اور ان کی تقلید کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔بعض لوگ اپنے آپ کو ذاکرِ قلبی کہتے ہیں اور سانس کو روک کر ناک کے سوراخ سے باہر نکالتے ہیں۔بہتر یہی ہے کہ تو ایسے بدمذہب لوگوں کا منہ تک نہ دیکھے کیونکہ اس

---

[1] جس کی نظر سے ظاہر و باطن کی کوئی بات چھپی نہ ہو۔

طرح سانس کو روکنا تو کفار اور اہلِ زنّار[1] کا کام ہے۔ ایسے لوگوں سے ہزار بار توبہ کرنی چاہیے۔ دینِ اسلام کے لحاظ سے حبس کے معنی یہ ہیں کہ اپنے اردگرد شرک و بدعت اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں کے خلاف حصار باندھا جائے اور اپنے ایمان اور اسلام کو حبس (یعنی اپنی گرفت) میں رکھے۔ یعنی مومن مسلمان ہونا بہت ہی مشکل کام ہے۔

جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ یَّدِہٖ وَلِسَانِہٖ

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

اس کے معنی یہ نہیں کہ سانس کو تو روک کر حبسِ دم کر لیا جائے لیکن اعمال نص و حدیث کے منافی کیے جائیں۔ ایسا کرنا بے فائدہ ہے اور کفار اور ان جیسے لوگوں کا طریقہ ہے۔ اگر حبسِ دم کرنے والے مندرجہ ذیل آیت (میں نفس پر ظلم) کے معنی یہی سمجھیں (یعنی حبسِ دم کو ہی نفس پر ظلم سمجھیں) اور دعویٰ کریں کہ وہ اپنے نفس پر حاکم ہیں حالانکہ وہ اس کے غلام ہیں، تو ان کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور ان کا عمل اس آیت کے خلاف ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ (الکہف-35)

ترجمہ: اور وہ جنت میں گیا اور وہ اپنے نفس کے لیے ظالم ہے۔

آیتِ مذکورہ میں نفس سے مراد چار پرندے ہیں یعنی شہوت کا مرغ، زیب و زینت کا مور، حرص کا کوّا اور خواہشاتِ نفس کا کبوتر۔ جب یہ چاروں پرندے مار دیے جائیں گے تو شیطان نفس سے جدا ہو جائے گا۔ صاحبِ نفس اپنے نفس پر حاکم ہو جائے گا اور نفس نڈھال ہو کر اس کی قید میں آ جائے گا اور مر جائے گا۔ پس نفس کے مرنے میں ہی قلب کی حیات ہے۔ کلامِ الٰہی کی اس آیت کے مطابق اسے اربع عناصر[2] (پر تصرف) حاصل ہو جائے گا۔

1۔ زنّار سے مراد وہ دھاگہ ہے جسے برہمن اپنی کمر کے گرد باندھتے ہیں۔ اہلِ زنّار سے مراد کافر ہیں۔

2۔ چار عناصر آگ، ہوا، پانی اور مٹی، جن سے انسان کا جسم اور تمام کائنات تخلیق ہوئی۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۠ (البقرہ-260)

ترجمہ: اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کی کہ اے پروردگار! مجھے دکھا کہ تو مردے کو کس طرح زندہ کرتا ہے، تو حکم ہوا کیا تو اس پر یقین نہیں کرتا؟ عرض کیا مجھے یقین تو ہے لیکن صرف اپنے دل کی تسلی کی خاطر دیکھنا چاہتا ہوں۔ حکم ہوا چار پرندے لے اور ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لو۔ پھر ان کے اجزاء مختلف پہاڑوں پر رکھو اور پھر انہیں بلاؤ، تو پھر وہ تمہاری طرف دوڑ کر آئیں گے۔ پھر تمہیں علم ہو جائے گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

بیت:

عبث را بگذار ہمدم حبس را
غرق فی التوحید شود عارف خدا

ترجمہ: اے ہمدم! اس حبسِ دم کو چھوڑ دے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ توحید میں غرق ہو کر عارفِ خدا ہو جا۔

(طالبِ مولیٰ کے لیے ضروری ہے کہ) تین علوم کی معرفت حاصل کرے۔ علمِ شریعت، علمِ طریقت اور علمِ حقیقت۔ علمِ شریعت معرفتِ انسان کا علم ہے اور اس کا تعلق عالمِ ناسوت سے ہے۔ علمِ طریقت معرفتِ نفس کا علم ہے اور اس کا تعلق عالمِ ملکوت سے ہے جبکہ علمِ حقیقت معرفتِ رحمان کا علم ہے جس کا تعلق عالمِ لاھوت سے ہے۔ تاہم ناسوت کا علم اِس جہان (دنیا) سے جڑا ہے، ملکوت کا علم اُس جہان (اُخروی جہان) سے اور جبروت کا علم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قرب ہے جو نہ اِس جہان سے ہے نہ اُس جہان سے، البتہ یہ با نشان ہے لیکن علمِ لاھوتِ رحمانی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وصال کا علم ہے جو بے نشان ہے (کیونکہ اللہ خود بے نشان

ہے)۔علمِ ناسوت کی معرفت پر استقامت عالموں کی راہ ہے۔علمِ ملکوت کی معرفت پر استقامت زاہدوں کی راہ ہے۔علمِ جبروت کی معرفت پر استقامت عارفوں کا مقام ہے۔علمِ حقیقتِ لاھوت پر استقامت عاشقوں کی راہ ہے۔ملکوت کی معرفت حاصل کرنا اہلِ بصیرت کا کام ہے جن کی ہمت[1] کم ہوتی ہے۔وہ لوگ سچی زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو کہتے ہیں لیکن اس کی حقیقت دیکھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِ رَبِّیْ فِیْ قَلْبِیْ اَحْسَنَ صُوْرَۃً

ترجمہ: میں نے اپنے ربّ کو اپنے ربّ کی آنکھ سے اپنے قلب میں احسن صورت میں دیکھا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آتش سے اس مقام تک پہنچا جاسکتا ہے۔اور وہی سچے مومنین ہیں (جو اس مقام تک پہنچیں)۔

اے عزیز! لَآ اِلٰہ سے مراد بتوں[2] کو ترک کر کے ان کی نفی کرنا ہے اور اِلَّا اللّٰہ اثبات کا مرتبہ ہے یعنی معرفتِ حق حاصل کر کے اقرارِ توحید کرنا۔بے شک اللہ تعالیٰ برحق ہے۔

تمت بالخیر

ترجمہ: خیر کے ساتھ مکمل ہوئی۔

---

1. اپنی تمام تر قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے، توفیقِ الٰہی سے غیر ماسویٰ اللہ کو ترک کر کے ذاتِ حق تک پہنچنا ہمت کہلاتی ہے۔
2. راہِ فقر میں بتوں سے مراد خواہشاتِ نفس کے بت ہیں۔

کشف الاسرار

فارسی متن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ

ودرود نامحدود بیشمار کہ روشن کنندہ ضمیر انوار از قرب پروردگار علٰی خاتم النبیین رسول رب العٰلمین محمد مصطفی حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلٰی آلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ بعدہ میگوید مصنف تصنیف باتوفیق خدا عزوجل قولہ تعالیٰ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ عالم باللہ مرتبہ تحقیق قولہ تعالیٰ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ. اکل الحلال وصدق المقال. دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالَ۔ جمعیت بخش مجلس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نما در معرفت توحید خدا تعالیٰ کہ از حرفِ علم اعظم الف کشایدہ کہ کل جز علم علوم مطالعہ از الف مشاہدہ حضوری نماید کہ حاصل کردن دریک سخن۔ واصل شدن مع اللہ باکن مذہب پاک سنی صاحبِ سنت وجماعت۔ کونین رادرطے آوردن دریک ساعت از طریقت طریقہ سروری قادری وقادری باقدرت قادر قدیر۔

باھُو فنافی ھُو فقیر ولد بازید رحمتہ اللہ علیہ عرف اعوان ساکن پرگنہ شورمن مضافات صوبہ دارالسلطنت لاہور بحکم اللہ جل شانہ ورخصت از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجہت ارشاد باطن او باتلقین برنفس خود منصف امین محی الدین عادل بادشاہ ہر سلک از ہر طریقہ باطریقت ظاہر باطن آگاہ۔ محک النظر ناظر نگاہ عارف در معرفت توحید اللہ لائق حضوری راہ کہ علم حضوری از مشاہدہ حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہ ہر کہ بغیر از منصب حضوری طالب مرید را تلقین کند عظیم گناہ کہ عاقبت طالب مرید او گمراہ۔

نام این رسالہ کشف الاسرار نہادہ شد۔

بر مرشد وطالب مرید لازم وفرض عین است کہ اوّل تعلیم علمِ دعوت کند کہ جمعیت بخش جاودان موافق قرآن مخالف نفس شیطان تیغ برہنہ قاتل الکفار موذیان پریشان کہ دریکدم تمام شود بریک قدم تمامیت ختم کہ خواندن اسمِ اللّٰہ اعظم باتصورِ اسمِ ذات لطف فیض فضل بردار جملہ آرزو غم۔ این چنین صاحبِ دعوت عامل درجہان کم کہ علمِ دعوت

سورہ مزمل مشکل۔ تمام عالم را مہمات مشکل کشائی با ترتیب یکبار بخواند عمل او تا روز قیامت باز نماند۔ بشرط آنکہ ظاہر خوانندہ با علمِ ناظرات بمدِ نظر اللہ خود را منظور گرداند و با علمِ حاضرات خود را بحضور رساند و بحفظ ختم قرآن مع اللہ دور مدوٌر خواند۔ این طریقہ خواندن قرآن ظاہر توفیق و باطن تحقیق برحق است۔ حق بردار و از باطل بدعت استغفار و خوانندہ در شریعت ہشیار۔ بشروع سورۂ مزمل وحدت بتصورِ اسمِ ذات خود را در مجلس بحضور رساند بحفظِ قران دور مدور مع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بخواند و با علم تصرف کلمۂ طیبات متبرکات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ و با تصور کلمہ توفیق و تصرف اسمِ اَللّٰہُ ذات تحقیق۔

علم دعوت سورۂ مزمل با ترتیب اشارہ اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ؕ ثَقِيْلًا ؕ ثَقِيْلًا ؕ ہر کہ بدین طریق سورۂ مزمل را کند وسیلہ یکبارگی شروع کند۔ بے شک ہمو ندم ارواح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاضر شود از برائے عند اللہ قول دہد تا روزِ قیامت از رفاقت خود جدا نگرداند۔ ہر کہ بدین روشِ سورۂ مزمل از علم حاضرات خواند ہر دو جہان در قید تصرف او بماند۔ بشرط آنکہ سورۂ مزمل خواندہ دم در دم، دل در دل و نفس در نفس و قلب در قلب امر روح در روح نور جمع، جامع خلعت۔ لباسِ شریعت لطیف پوشد و لطیفہ ہائی ہزاران ہزار بیشمار اندرونِ دل از قرب پروردگار خروشد۔ در مقام ازل اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ صف در صف ارواحِ اولیاء اللہ مومن مسلمان در جملہ جماعت رساند آواز قَالُوْا بَلٰى قبول ہستی پروردگار ما۔ ہر یکی ارواح بحفظِ حافظ ختم قرآن دور مدور از ہمہ کس روحانیت حکم اجازت۔

قرآن علمِ دعوت خواندن ظاہر توفیق و باطن حضوری تحقیق۔ این چنین مراتب عالم باللہ را بکشودن در یکدم و نمودن بریک قدم آسان کار و ناقص را خیلے دشوار۔ این معمّا را صاحب معمّا اولیاء اللہ کشاید و عارف بنماید کہ ظاہر باطن صاحب تحصیلِ علم مدرسۂ در سینہ کہ بنماید در سینہ نہ وجود نفاق ماند و نہ کینہ۔

بیت

رفت عمری در مطالعہ با رقم
باخدا واصل نشد افسوس و غم

علم آنست کہ از عجب و ہوا باز گرداند و باخدا رساند۔ ہر مطالعہ از مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضوری۔ ہر کہ ازین علم رفیق وسیلہ با خود گواہ ندارد کہ طلبِ دنیا بمرتبۂ گناہ آرد۔ اول علم باید کہ ہر چہار نفس چہار طیور را ذبح کند خروسِ شہوت، زاغِ حرص، طاؤسِ زینت، کبوترِ ہوا۔

بیت

چار بودم سہ شدم اکنوں دوم
و از دوئی بگذشتم و یکتا شدم

یکتائی وصفائی بہ تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات کہ ظاہر حواس بستہ شود و باطن حواس بکشاید و اوصاف ذمیمہ از وجود برخیزد و در ہر اعضاء نوراللہ میریزد۔

بر ہر علم عالم غالب۔ در مطالعہ مشاہدہ نما مطالب یکبارگی نور گردد قلب۔ فقیر مالک الملکی بحکم مالک الملک کہ این مرتبہ از علمِ حاضرات است کہ جامع صاحب حاضرات را کل وجز و مخلوقات اگر چہ بیشمار است تمامی در شمار اوست وجملہ علم علوم و نام فرشتہ ہائی وقطرات مطرات بارانِ رحمت ومعرفت توحیدات، منزل ومقامات، الہام، تجلیات ذات صفات، اسماء باری تعالیٰ اگر چہ بیشمار است در شمار اوست وآنچہ برروئے زمین، نہال، علمِ کیمیاء اکسیر وسنگ پارس درکوہ، خزائن اللہ غیبی وگنجِ تصرف، فتوحاتِ علم وارادات کتب لاریبی اگر چہ بے شمار است در شمار اوست برگ درختاں وبرگ دیگر واسم اعظم واولیاء اللہ اگر چہ بیشمار است در شمار اوست۔

مرد آنست کہ از قرآن آیات واز کلمہ طیبات واز اسماء اللہ الحسنیٰ متبرکات واز اسمِ اَللّٰہُ ذات واز اسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرورِ کائنات بہ کلیدِ حاضرات در قفل ناظرات در یکدم بکشاید و بریک قدم مشاہداتِ دولتِ تصرف گنج دنیا فانی وبقا جاودانی ومعرفتِ توحیدِ ربانی بنماید۔ اگر ظاہر باطن این دولت وسعادت علمِ قرآن تفسیر وعلمِ ولایت باتاثیر وعلم غنایت کیمیا اکسیر وعلم ہدایت روشن ضمیر وعلمِ غنایت فنافی اللہ فقیر وعلم لانہایت برکونین امیر۔ اگر مرشد کامل روزِ اوّل بنگر د حاصل و باخدا نشد واصل روندگان از باطنی راہ اللہ تعالیٰ ہمہ گشتہ پریشان خاطر گمراہ۔

ہر کہ این رسالہ را باخلاص بخواند از ہیچ چیز مخفی و پوشیدہ نماند۔ ہر کہ معمّا علمِ حاضرات داند، ملک سلیمانی در قید او دوام ماند۔

بدانکہ ای جانمن! از حاضرات کنہ تصوّر اسمِ اَللّٰہُ ذات چہار مراتب کشاید وہر یک در علم عمل تصرّف درآید۔ اوّل مرتبہ بادشاہی ظل اللہ۔ دوم مرتبہ طیر سیر ہفت زمین ونہ فلک از ماہ تا ماہی ولی اللہ۔ سوئم فنافی اللہ بقا باللہ عارف اللہ مقرب الٰہی اولیاء اللہ۔ چہارم قطع دلیل آگاہ قرب جلیل آگاہی عالم باللہ۔ این نیز درجات برکت از علمِ حاضرات است کہ برکل وجز علم خاتم ختم ابتداء وانتہا وتصوّر اسمِ اَللّٰہُ ذات کردن تمامیست۔

ہر کہ این قاعدہ قدرت علم قدیر نداند وہر قدر از علم حاضرات نرساند، ہر آنکس احمق است کہ نام خود را عامل فقیر کامل ولی اللہ خواند۔ این راہ توفیق است، طریق نیست۔ این راہِ تحقیق است تفریق نیست۔ این راہِ توحید است، بہ تقلید نیست، این راہ نہ رنج گنج است۔ این راہ دلخواہ است، گمراہ نیست۔ این راہِ مشاہدہ معرفت است، محنت

مجاہدہ نیست ۔این راہ زودتر کہ طالب مرید را علمِ حاضرات بعلم مطالعہ لوحِ محفوظ میرساند بیک نظر و باز گرداند از نفس بدعت قہر۔این راہ لایحتاج است محتاج نیست ۔این راہ صوم صلوٰۃ است کہ در رکوع و سجود از اللہ تعالیٰ حیّ قیوم با جواب سوال الہام در تمام۔ باد از وصال نہ زوال ہم نمی آید۔از ان سَوْفَ تَرَانِیْ راصدا بے زبان۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔عجب دارم بعضے رَبِّ اَرِنِیْ راندا بار باز شوق مردم برائے مسخرات بادشاہ دعوت خواہ وعلمِ دعوت رواں نشود، اگرچہ تمام عمر علمِ اسماء خواند و سر بسنگ زند بادشاہ پسند۔فقیر عالم باللہ کہ دعوتِ قرآن خواند از برائے اللہ تعالیٰ لایحتاج نہ احتیاج خلق و نہ احتیاج بادشاہ۔

بیت

ہر کہ باشد پسند خالق پاک
ور نہ باشد پسند خلق چہ باک

علمِ دعوت چنان قرآن خواند آنچہ برروئے زمین عاملِ صاحبِ دعوت است تمام علمِ دعوت آنہا رابستہ گرداند واگر گشادہ کند ہیچ کس را قدرت نباشد کہ بستہ گرداند۔ ہر کہ باترتیب یک مرتبہ در حصار درآید بیرون نہ برآید و اگر مرشد کامل درباب طالب توجہ کند، آن توجہ صورت مرشد شود تا روز قیامت از طالب جدا نبود و از ہر بلا و آفات نگہدارد و سلامت ۔اینست مرتبہ استقامت فوق الکرامت مرتبہ محمود کہ صاحبِ تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات را عاقبت محمود گرداند۔ واہلِ بدعت مرتبہ مردود و عاقبت مردود رساند۔ اَلنِّہَایَۃُ ھُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ جانبین تَفَکُّرُ السَّاعَۃِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ۔

علمِ دعوت دل کہ زبان دل قرآن بخواند۔علمِ دعوت زبان کہ اول برزبان باز بان اسم اعظم از سیاہی کُنْ فَیَکُوْنُ بنویسد کہ لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ شود۔قاتل دعوات برزبان قلب قرآن خواند کہ قرب اللہ رساند۔علمِ دعوت برزبان قدرتِ امر روح زبانی قرآن خواند کہ در مجلس انبیاء اللہ و اولیاء اللہ روحانی رساند۔

علمِ دعوت برزبان دم قرآن خواند کہ جواب سوال از حضور آوردہ میرساند۔علمِ دعوت برزبان توفیق نور قرآن خواند کہ در وجود از سرتا قدم نور ماند۔ ہر سخن او کہ صاحب نور از قرب حضور۔علمِ دعوت از زبان نفس قرآن خواند کہ در وجود او ہیچ نفسانیت نفس امارہ نماند۔

علمِ دعوت دم وعلمِ دعوت ساعت وعلمِ دعوت یک شبانروز وعلمِ دعوت ہفتہ وعلمِ دعوت ماہ وعلمِ دعوت سال وعلمِ دعوت ماضی و مستقبل و حال و از دعوت قرب ربانی کہ قرآن می خواند در لاہوت لامکانی۔ آنرا نتوانند گفت غیب دانی کہ باعین العیانی غیب دانی جنونیت و شیطانی وغول بیابانی۔ دیگر این راہ کشف نیست نہ بکرامات برحق فنافی اللہ ذات مقرب الحق فقیر جامع عالم باللہ عالم نہی۔

صاحب دعوت علم دعوت سورۂ مزمل و دعاء سیفی باترتیب چنانکہ عرش کرسی لوح قلم نہ فلک ہفت طبق زمین را بجنباند کہ ارواحِ انبیاء و اولیاء اللہ عبرت خورند و فرشتگان در حیرت بماند۔ فقیر عالم باللہ چنان دعوت خواند از آیاتِ قرآن کہ در قید او بماند ہر دو جہان۔ این علمِ دعوت است مطالعہ در علم ساخت کشائندہ ربع مسکون بادشاہی تخت نشاند بر سلیمانے تخت۔ این مراتب ابتدای بخش فقیر است۔ فقیر یکہ بر کونین امیر است، صورت روز و شب سخت۔ چنانکہ سنگ پارس، ہر وجود مس آہن کاذب راکہ ہم صحبت شود، زر سرخ گرداند۔ وصادقان را، مرتبہ علم تصدیق نصیب رساند صدق۔ قولہ تعالیٰ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا حدیث اَلرَّفِيْقُ ثُمَّ الطَّرِيْقُ کہ دوام طالبان او در حضور باشعور۔ برین مرتبہ مشو مغرور راہ مردان پیشتر فنا در فنا، بقا در بقا، لقا در لقا۔ باو باش باحیا ترس از خدا۔ فتح از علم است، ظاہر عبادات مقامات علمِ باطن من لدنی وارداتِ غیبی فتوحات قرآن کتاب اللہ لاریبی۔ ازین سہ قسم نقش بطلب کہ عمل این تماشہ کونین۔

درین مذکور نقش این است تصور طریق و تصور توفیق و تصور تحقیق و تصور دریائے عمیق۔

وتصور طریق آنست کہ با تصور اسمِ اَللّٰهُ ذات در دم طاعت ہر دو جہان راطے گرداند بمدِ نظر تماشہ کونین دوام بماند۔ تصور تحقیق آنست کہ از اسمِ اَللّٰهُ ذات خود را بقرب اللہ در توحید حضور رساند و دوام بمدِ نظر رحمت اللہ منظور ماند۔ وتصور دریائے عمیق آنست کہ از تصور اسمِ اَللّٰهُ ذات در دریائے توحید و باز در حیات و ممات از توحید بیرون نہ برآید و ہفت اندام قلب قالب از توحید کشف نور۔ دوام ہم سخن مع اللہ با حضور و خلق میداند کہ باما ہم سخن است۔ ہر کہ ازین تصور ثلاثین راہ ندارد، از طریق تصور طریقت آگاہ ندارد کہ کل و جز مخلوقات، ذات صفات، تجلیات الہام، کلام، نور، حضور، مغفور، بشوق مسرور اَللّٰهُ، اَللّٰهُ باطن معمور فنا بقا دیدار لقا۔ صرف آنچہ صنعت صانع خدا عالم باللہ ازین اسم اللہ تعالیٰ بکشاید و بنماید۔ گنج الحرمین شرف الدارین تصرف کونین عین نما و باعین صفا و باعین بقا و باعین فنا باادب باحیا مقرب شدن

باخدا حضوری محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ درین نقش تصور تمام است کہ مشاہدہ ہر دوام است۔ ہر علم علیین کہ درو جملہ علم طے توفیق حاضرات کہ ہر مطالب پیش تو حاضر گرداند وعلم ناظرات بمدنظر اللہ رحمت منظور رساند۔

بیت

از اسم اَللّٰہُ نقش محمدؐ بجو

آنچہ ماسوی اللہ از دل بشو

کہ ظاہر توفیق است کہ در باطن مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تحقیق است ازین نقش۔ مذکوراین نقش است:

نقش

مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ

تصور اسمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چہار طریق است کہ بخشدہ چہار توفیق۔ اوّل آنکہ ہر کہ تصور اسمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بر دل بگیرد وقلب زندہ شود ونفس مطلق بمیرد کہ تصور امیر است مرتبہ فنافی اسم مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کامل فقیر است۔ دوم آنکہ ہر کہ اسم مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را در دل آورد، اسمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در مجلس مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بردیافت، شناخت، رسید، دید۔ سوئم تصور اسمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر کہ اسمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را در تصور خود آورد کل وجز ازان تصور خود ظہور وجود مغفور آیت لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ صاحب تصور انسان باشد نہ صفت حیوان گاؤ خر۔ چہارم آنکہ از تصور اسمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاضرات حاضر گرداند۔ باعلم ناظرات بنظر رساند کہ در دل باقی آرزو نماند۔ این نقش راہ است کہ روز اوّل مرتبہ بخشد معرفت بحضوری مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم است کہ علم حضور را گواہ است۔ بجز حضوری دیگر رجوع آوردن گناہ است۔ مرشدیکہ بمنزل بمرتبہ حضور نہ رساند وتلقین از مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ داند آن مرشد گمراہ وطالبان او روی سیاہ۔

نقش فنافی الشیخ تصرف وتوجہ شیخ وتفکر شیخ۔ ہر کہ را شیخ بنواز د مرتبہ خود بامرتبہ طالب مبدل سازد۔ شیخ نام حضور است و دوام حضور است۔ حضور کردن طالبان ومریدان آنرا چہ مشکل دور است کہ باطن معمور است۔ مذکور تصور شیخ این است تصور صورت شیخ بخشد گنج کہ لازوال بہر حال۔ ہر کہ صورت شیخ مبدل گرداند روشن ضمیر شود۔ فنافی الشیخ بمرتبہ فنافی

اللہ فقیر رسد کہ رستگار و کم آزار در مستی ہشیار بدست شیخ۔ بمرتبہ ذوالفقار قاتل موذی کفار از بدعت باطل استغفار چون تصور شیخ صورت با صورت یک وجود قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ خواند کہ ہر جا کہ خواہد صورت شیخ طالب مرید راہبر مطالب و بہر منزل مقام رساند۔ درین فنافی الشیخ نخست ۔یقین درست بر تلقین اعتبار و بر شیخ جان فدا یار غار غم بردار۔ در ترک توکل حسبی جسم با جسم شیخ، اسم با اسم، قلب با قلب شیخ، دل با دل شیخ، روح با روح شیخ، دم با دم شیخ، قدم با قدم شیخ۔

فَنَا فِی الشَّیْخ

فَنَا فِی الشَّیْخ

چون تصور صورت شیخ در وجود بگرداند صورتِ شیخ در مجلس محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحضور رساند۔ بدین طریق مرتبہ فنافی الشیخ والّا مرتبہ صورت بت پرستی فنافی الشیطان است۔ این نقش فقیر فیض اثر بر نفس قہر صاحب نظر باطن خضر۔ در نظر او برابر است خاک وسیم وزر بلکہ بر نفس امیر۔ ابتدائی مرتبہ فقیر بر زبان علمِ قرآن تفسیر روشن ضمیر فقیر بمطالعہ علمِ فقہ وفقہ رہبر مشاہدہ درجات مذکور۔ این نقش این است:

نقش

ہر کہ اسمِ فقر در تصور آوردہ اسم فقر بسلطان الفقر بردہ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہ ہر کہ محتاج است فقیر نبود۔ فیض و فضل فقر روح است و رحمت فقر و لطف فقر و ہدایت فقر و ولایت فقر و عنایت فقر و لقا فقر و بقا فقر و رضائے وقضائے فقر

وقدرت فقر وجمعیت، جمال، جلال فقر وعلم فقر وسرِّ اسرار فقر ونور حضور وعقل بالکلی شعور فقر ومالک الملک مقرب ربانی بادشاہی ملک سلیمانی فقر وگنج تصرف درکیمیائے فقر وحیات وممات فقر وعلم درجات فقر ونفس، دم، قلب، روح، دل در محبت سوختہ۔ این مجموعہ جمیع مراتب ازتصور اسم فقر بکشاید وبنماید۔ فقر سہ حرف است ''ف۔ ق۔ ر'' از حرف 'ف' فنائے نفس، از حرف 'ق' قہر بر نفس واز حرف 'ر' راضی برخدا۔ واز حرف 'ف' فخر واز حرف 'ق' قرب واز حرف 'ر' راز۔ این مراتب فقر محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محبت واز حرف 'ف' فضیحت واز حرف 'ق' قہر خدا واز حرف 'ر' رد فقر مکب نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِ۔

شرح دوم
در علامات پیر کامل ومرشد تمام وملائم آن

بدان اعلم اَیُّھَا الْمُؤْمِن کہ طلب حق درمتابعت رسول اللہ قولہ تعالیٰ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ پس ہر کہ غیر متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شیخ زادگی خود را رہبر وپیشوا سازد او ضال ومضل است کَمَا قَالَ شیخ جنید (و) شبلی: اِذَا رَاَیْتَ صُوْفِیْ وَلَمْ یَکُنْ بَیْنَ یَدَیْہِ تَفْسِیْرٌ وَعَلٰی یَمِیْنِہٖ اَحَادِیْثٌ وَعَلٰی شِمَالِہٖ کُتُبُ الْفِقْہِ تَعْلَمْ اِنَّہٗ شَیْطَانٌ وَّمَا صَدَّرَ عَنْہُ مَکْرٌ وَّاِسْتِدْرَاجٌ یعنی ہرگاہ کہ یک افعال واقوال او برخلاف شرعی وفقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باشد آن صوفی را شیطان منسوب کردہ واز ان اجتناب تمام باید زیرا کہ جاہل پیر وپیشوا ازان نشاید کما قال اللہ تعالیٰ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاہِلِیْنَ قولہ تعالیٰ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاہِلِیْنَ چہ خوش گفت آنکہ گفت۔

بیت

سگ تر شود از بول پاکتر باشد
از آن کسے کہ کند اختلاط با عامی

در تفسیر منیر این آیہ آوردہ است مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ۝ یعنی شیطان بر دو نوع است شیطان جن کہ مشہور است وشیطان انس شیخ جاہل کہ بدی او درخفی است وبدی شیخ جاہل در ظاہر۔ پس پیر کامل را اوّل اعمال واقوال او بطریق مذکور موزون میباید۔ بعد ازان او را لازم است کہ از چہار علم آگاہ باشد وبعد بجا آوردن این امور پیری او مقید بچہار شرط است۔ اگر این شروط درو موجود باشد پیری را شاید والّا دست بکسے ندہد تا ضال ومضل نگردد۔

اوّل علم تفسیر واحادیث تمام دانستہ باشد یعنی این ناسخ واین منسوخ ومعمول وغیر معمول، ہر از یکدیگر امتیاز میتواند کرد زیرا کہ ایمان آوردن بہ کلام اللہ فرض است وبتمام کلام اللہ عمل فرض نیست۔ وچون درین قدم مستقیم آمدی نفس وشیطان اطوار مکذرہ وطور ہائے نفس ملہمہ بتو پیش آرد۔ چون نقطہ ہائی باران سراب وگرد وغبار وچون گرمائی نصف روز تابستان ناگہان دران میان رنگہائی زشت گوناگون پیدا شود کہ ہمگی دہ ہزار پردہ ہائی نفس وشیطان بتو پیش

آئینہ گاہی باغہائے گوناگون ودختران وجوانان لطیف وجوئہائی لطیف وحوروقصوروعرش وکرسی نباشد۔ دران زمان اگر چیزے نامشروع وازکاہلی ازتو در وجود آمدہ باشد عرش وکرسی شیطان بتوروئی نماید۔

پس مرشد کامل اینست کہ از چہار مراتب طریق طریقت سلامتی بگذراند وبہ حقیقت رساند۔ چہار طریق متفق باانا و زندیق این است۔ اول طریق کہ بروصاحبِ طریقت نازل میشود کہ آن محض کشف وکرامات مطلق از نفس انا مغرور، خوشوقت مسرور، از قرب وصال اللہ دور تر۔ اگر چہ در نظرِ خلق ثواب نزدیک خالق حجاب۔ دوم طریق کہ بر صاحبِ طریقت نازل میشود رجوعات خلق وجنونیت، دنیا واہل دنیا در قید ودنبال گردد۔ نزدیک خلق فریادرس ونزدیک خالق خام اہل ہوا وہوس۔ سوئم طریق بر صاحب طریقت مسخرات وحوش وطیور ونزدیک خلق طیر سیر ونزدیک خالق در مراتب غیر۔ چہارم طریق بر صاحبِ طریقت نازل میشود سیر ومشاہدہ طبقات مقاماتِ ناسوت جبروت وملکوت۔ نزدیک خلق غوث وقطب ہفتاد ہزار مقامات فوق العرش تا تحت الثریٰ انتہائے مقام طریقت محروم از معرفت وحقیقت اگر چہ از غلبات سکروصحو خودرا عارف حضور خوانند از گرمی سکروصحو دور تر دور ماند۔

پس معلوم شد کہ در شریعت اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ آنچہ غوث وقطب اوتاد وابدال درآن مقاماتِ کبیرہ وصغیرہ است۔ مقام صغیرہ مشاہدات ہفت طبقات زمین ومقام کبیرہ مشاہدہ نہ 9 طبقات آسمان وعرش وکرسی ولوح قلم۔ وفقیر عارف باللہ مقام صغیرہ باشد وبدیدن گناہ صغیرہ است ومقام کبیرہ طیر سیر نہ 9 فلک بدیدن گناہ کبیرہ است۔ بجز حضوری ومشرف مجلس محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غرق توحید معرفت الٰہی اِلَّا اللہ آن چشم مباد کہ بجز حضوری مجلس محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ومعرفت اِلَّا اللہ دیگر بیند۔

بیت

دیدہ آن باشد کہ بیند عین نور
دیدہ آن باشد بود مجلس حضور

فقیر آنچہ گوید از راہِ حساب گوید نہ از حسد، معرفت الٰہی توحید ومجلس محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آفرین باد بر آن کہ شب وروز در مجلس حضور غرق نور بر دوام باطن تمام ظاہر در مردم عام صاحب نظر۔ دہد از باطن بظاہر جز خیلے مشکل ودشوار است ونزد کاملان طرفہ زد۔ در ہر دو حال ایشان ہمیں کار است اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

اگر کسے از حضرت آدمؑ تا بخاتم النبیین واز خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام تا روز قیامت از برق وباد تیز ترود ہرگز طناب خیمہ مجلس محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعرفتِ الٰہی نتوان رسید راہ دراز لیکن برکت اسمِ اَللّٰہُ طرفہ زدمرد است بمقام صاحب راز راہ۔ صاحب تصور اسمِ اَللّٰہُ را بریاضت طبقات تعلق ندارد کہ آن ذات اسمِ اَللّٰہُ انتہائی از اسم اَللّٰہُ ذات اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

بعضے طائفہ اند کہ بنظر ناظر مردم را بتوجہ بہ ذکر دم مردم را جانب خود کشند ومسخر کنند۔ این چنین طائفہ دم نوش مثل

مار دور تر از معرفت پروردگار۔ و بعضے طائفہ بتفکر و ذکر قلب دل را در شکم بگرداتند جانب سینہ بکشند و میگویند کہ این حبس است دروغی غلط گویند۔ این عبث است کہ حبس حضوری حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذکر جاری گردد احتیاج تقلید تلاش دم بستن نماند۔ و بعضی طائفہ خود را ذاکر قلبی میگویند دم رابستہ می برآرند بیرون از راہ سوراخ بینی۔ اولیٰ تر آنست کہ روی این بدمذہب نہ بینی۔ چون دم بستن کار کفار اہلِ زنار از ین طائفہ باید ہزار بار استغفار و معنی حبس اسلام راکن از گناہانِ صغیرہ و کبیرہ و از شرک و بدعت احصار و حبس ایمان و اسلام رابکن یعنی مومن مسلمان شدن بسیار خیلے دشوار است کما قال النبی اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ یَدِہٖ وَلِسَانِہٖ ونہ این معنی است کہ دم حبس و بند کردن گرفتہ مخالف نص و حدیث نیامدہ است بلکہ عبث است رسوم کفار و جون۔ اگر حاسدان بدعوی این آیت مذکور معنی کنند کہ بر نفس امیر شوم بلکہ اسیر نیز غلط و کذب گویند مخالف از معنی آیت قولہ تعالیٰ وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ۔ معنیٰ مذکور چہار طیور است یعنی خروس شہوت، مور زینت، زاغ حرص، کبوتر ہوا۔ چون این چہار طیور کشتہ شوند شیطان از نفس جدا شود، صاحبِ نفس بر نفس امیر شود و نفس رنجور در قید آمدہ بمیرد۔ یمیت النفس ویحیی القلب بموجب این آیت کلام ربانی اربع عناصر قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ط

بیت

عبث را بگذار ہمدم حبس را

غرق فی التوحید شود عارف خدا

معرفت سیوم دریافتن علم شریعت و علم طریقت و علم حقیقت۔ اما معرفت علم ناسوت انسان شریعت است و علم ملکوت نفسانی طریقت است و علم لاہوت رحمانی حقیقت است۔ اما علم ناسوت این جہان است و علم ملکوت آن جہان است و علم جبروت قرب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ نہ این جہان است و نہ آن جہان است یعنی بانشان است و علم لاہوت رحمانی اتصال مع اللہ است خود بے نشان است۔ معرفت علم ناسوت استقامت راہ عالمان است معرفت عالم ملکوت استقامت راہ زاہداں است و معرفت علم جبروت استقامت مقام عارفان است و حقیقت لاہوت استقامت راہ عاشقان است۔ اما معرفت ملکوت ارباب بصائر مختصر ہمتاں اوست و قاصر دیدگان از گفتن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ زبان راست قال النبی رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِ رَبِّیْ فِیْ قَلْبِیْ اَحْسَنَ صُوْرَۃً اما با آتش لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بری اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۝

اے عزیز لَآ اِلٰہَ ترک نفی بتاں است و اثبات اِلَّا اللّٰہُ معرفت حق است بر حق تعالیٰ است۔

تمت بالخیر